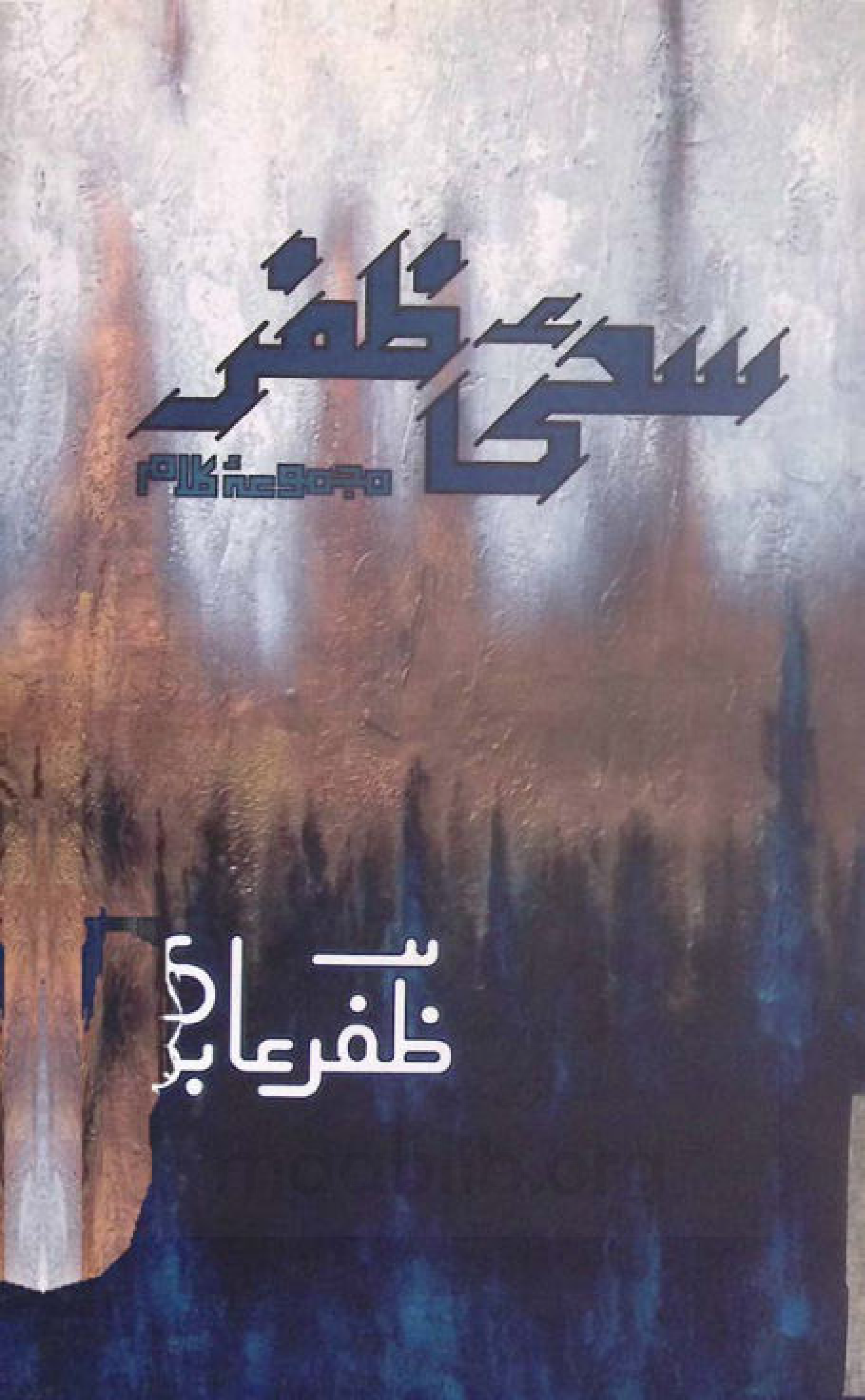
سحر کا ظفر
مجموعۂ کلام
ظفر عابدی

سعیٔ ظفر

(حمد و نعت و مناقب)

بارگاہِ رب میں جو مقبول ہیں
ہم انہی کے ذکر میں مشغول ہیں
یوں سجا ہے پنجتنؑ کا گل کدہ
اک کلی دو غنچے اور دو پھول ہیں

مجموعۂ کلام

سید ظفر حیدر عابدی

ناشر

سید محمد عباس رضوی (نیوجرسی امریکہ)

maktib.org

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	سعیِ ظفر (حمد، نعت و مناقب)
مجموعہ کلام	سید ظفر حیدر عابدی
سرورق	سید یداللہ حیدر
کمپوزنگ	ولایت علی ابراہیمی
سن اشاعت	2020ء
طابع	سید غلام اکبر
تعداد	500
قیمت	200 روپے

ملنے کا پتہ

محفوظ بک ایجنسی

امام بارگاہ شاہِ نجف، مارٹن روڈ، کراچی

فون نمبر: 021-3424286

سعی ظفر

انتساب

جن کی شفقت و محبت نے ہر گام پر رہنمائی کی
خاندان بھر کی عزیز ترین ہستی
ڈاکٹر نرجس عباس رضوی

التماس سورہ فاتحہ
ڈاکٹر نرجس عباس
بنت سید یوسف حسین رضوی ایڈوکیٹ
زوجہ سید محمد عباس رضوی

maablib.org

فہرست مطالب

صفحہ	عنوانات		شمار
6	سیّد محمد عباس رضوی	عرضِ ناشر	1
8	ظفر عابدی	اپنی بات	2
10	علامہ سید رضی جعفر نقوی	''سعیِ ظفر'' عقیدتوں کا سفر	3
17	علامہ سید صادق عباس عابدی	''سعیِ ظفر'' بہترین کاوش	4
21	ثنائے آلِ محمدؐ بھی اک عبادت ہے آصف رضا رضوی		5
22	علامہ سید ارتضیٰ عباس نقوی	بارگاہِ معصومینؑ میں ہدیۂ اخلاص	6
24	سید یداللہ حیدر	''سعیِ ظفر''	7
28		حمد	8
29		نعت	9
36		عقدِ خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا	10
37		منقبت ابو طالبؑ	11
38		مناقب مولا علی علیہ السلام	12
87		مناقب جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا	13
107		مناقب امام حسن علیہ السلام	14
126		منقبت امام حسین علیہ السلام	15
127		منقبت ثانیٔ زہرا سلام اللہ علیہا	16
128		مناقب حضرت عباس علیہ السلام	17
140		مناقب امام زین العابدینؑ	18
142		منقبت امام محمد باقر علیہ السلام	19
143		منقبت امام جعفر صادق علیہ السلام	20
144		مناقب امام علی رضا علیہ السلام	21

22	منقبت امام محمد تقی علیہ السلام	151
23	منقبت امام حسن عسکری علیہ السلام	152
24	مناقب امام زمانہ علیہ السلام	154
25	مناقب غدیر و مباہلہ	178
26	سلام	180
27	ماں	191
28	حرفِ تشکر	194

قطعۂ تاریخ عیسوی (درصنعت تعمیۂ تدخلہ)

برائے مجموعۂ کلام "سعیِ ظفر"

میثم کی سنّت پر عمل پیرا ظفر ہیں

حق کی ثنا میں ان کا مجموعہ جلی ہے

دستِ دیانت سے لکھو تاریخ جوہر

"سعیِ ظفر گلدستۂ مدحِ علی" ہے

2016+4=2020

نتیجہ فکر: ناچیز جوہر عباس (کراچی)

بتاریخ ۱۲ اکتوبر ۲۰۲۰ء

سن ہجری

ہے "یہی سعیِ ظفر عابدی"

۔۔۔۔۱۴۴۲۔۔۔۔

محققِ دوراں شاعر

سید عقیل عباس جعفری

عرضِ ناشر

واقعہ کربلا انسان کی تہذیبی، تاریخی وادبی تاریخ میں ایک ایسے واقعہ کے طور پر ہمیشہ نوعِ انسانی کی توجہات کا مرکز رہا جس نے حق وصداقت کی تعلیم دی۔ مظلوم سے محبت اور ظالم سے نفرت کا احساس اس واقعے نے جس شدت سے دلوں میں پیدا کیا اس کو ہر دور، ہر فرقے اور ہر نسل نے بلا تفریق عقیدہ ومسلک تسلیم کیا۔ شاید یہ بھی ایک وجہ ہو کہ رثائی ادب کو ادب میں ایک خاص مقام ملا۔ رثائی ادب کے ارتقائی ادوار، اور سال بہ سال ابھرتے ہوئے افق بساطِ سخن کی یہ وہ شفق ہے جس نے دلوں کے سوز وگداز کو لفظوں کا پیرہن اور جذبہ واحساس کو تہذیب بخشی کربلا۔ کربلا کے واقعہ سے دنیا کی ہر قوم اور ہر خطے کے انسان متاثر ہوئے۔ اردو ادب کا جائزہ لیتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ حسینی ادب اور کربلائیات کے موضوع پر ہر بڑے شاعر وادیب نے اپنے فہم وفراست کے مطابق کچھ نہ کچھ ضرور لکھا، ادب کو ناقابل فراموش سرمایہ مہیا کیا۔ اس بات کا ذکر بھی ضروری ہے کہ برصغیر کے شمالی حصے، بنگال تا پنجاب میں اردو رثائی ادب نے بہت بعد میں قدم جمائے جب کہ دکن یعنی کرآندھرا پریش سے مدراس وگجرات تک اردو رثائی ادب کی طویل روایت تھی۔ شمالی حصے میں فارسی میں رثائی ادب تخلیق پا رہا تھا اور دکن میں اردو۔ گو کہ دکن کی مقامی زبان اور تھی لیکن اردو کو فوقیت حاصل تھی۔ اس لئے شعرا بھی اردو کو ترجیح دے رہے تھے۔ پھر عادل شاہ شیعہ حکمران تھا اور مذہبی رجحان رکھتا تھا۔ ۹۰۹ھ میں اس نے بارہ اماموں کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم نامہ جاری کر دیا تھا۔ تمام مساجد میں خطبہ امامیہ شروع ہو گیا تھا۔ اس نے قلعہ کے باہر ایک چار دیواری تعمیر کرا کر اس کا نام دیا تھا۔ لنگر خانہ دوازدہ امام اس لنگر میں شہر بھر کے غرباء دو وقت کا کھانا بلا تشخیص مذہب وملت کھاتے تھے۔ جس کے عہد میں ملت تشیع کو اتنی اہمیت حاصل ہو اس عہد میں عزاداری کو فروغ حاصل کیوں نہ ہو؟ ایام عزا میں

سرکاری طور پر عزاداری ہوتی۔ اور مرثیہ نگاروں کو خصوصی خلعت عطا کیا جاتا۔ ابتدا میں بیجاپور، گولکنڈا میں بھی فارسی میں رثائی ادب تخلیق پایا مگر بادشاہان کی دلچسپی کو دیکھتے ہوئے اردو میں مرثیہ کہا جانے لگا ''محرم کا چندر پھر کھن پہ لئے ماتم ہوا پیدا۔ محباں کے دلاں میں سب شہاں کا غم ہوا پیدا۔'' جب اردو کے مرثیے شمالی ہند میں آئے تو یہاں بھی پسند کئے گئے اور دہلی وہ دیگر اطراف میں بھی اردو میں مرثیہ گوئی شروع ہوگئی۔ فضل علی فضل کی ''کربل کتھا'' کو خوب پذیرائی ملی۔ پھر جب یہ صنف لکھنؤ پہنچی تو اوج پر پہنچ گئی۔ پھر جب لکھنؤ اجڑا تو کراچی بس گیا۔ رثائی ادب کا ایک بڑا مرکز کراچی بن گیا۔ سید آلِ رضا، جوش ملیح آبادی، نسیم امروہوی، نجم آفندی، استاد قمر جلالوی، صبا اکبرآبادی، زیبا ردولوی، علامہ رشید ترابی، ڈاکٹر یاور عباس، کرار جونپوری، شاہد نقوی، محسن اعظم گڑھی، علامہ مصطفیٰ جوہر اور ان جیسے بہت سے جواہر پارے، اہل قلم ایک بڑی تعداد میں کراچی کے افق پر جگمگانے لگے رثائی ادب کو آگے اور آگے لے جانے لگے اس میں شک نہیں ہے کہ اردو ادب میں رثائی ادب کو اوج پر پہنچانے میں کراچی کے اہل قلم نے اہم کردار ادا کیا۔ اس وقت بھی ایک بڑی تعداد رثائی ادب کی خدمت میں کوشاں ہے۔ ایسے ہی افراد میں ایک نام ظفر عابدی کا بھی ہے۔ ان کے کلام پر میں نہیں آپ رائے دیں، میں نے تو آپ کے حضور پیش کردیا۔ اب آپ کی ذمے داری ہے کہ آپ تبصرے سے نوازیں۔ کراچی کی رثائی ادب میں ان کا مقام تعین کریں۔

دعاؤں کا طلبگار

سیّد محمد عباس رضوی

اپنی بات

اردو ادب کی ایک اہم صنف رثائی شاعری ہے۔ اسے لوگ آسان سمجھتے ہیں۔ یہ تک کہنے سے نہیں چوکتے کہ بگڑا شاعر مرثیہ گو لیکن بغور دیکھیں تو رثائی شاعری بہت مشکل ہے۔ نظم، غزل وغیرہ میں تخلیق کار کو اپنی دنیا خود اپنی مرضی سے تعمیر کرنی پڑتی ہے۔ موضوع کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ ان تخلیقات کے بارے میں کوئی رائے قائم نہیں کی جا سکتی جب تک تخلیق مکمل نہ ہو جائے گویا ایک تحیر ایک سسپنس ابتدا تا انتہا قائم رہتا ہے کہ اب کیا ہوگا؟ تخلیق کس رخ مڑے گی۔ انجام تک قاری اندھیرے میں رہتا ہے۔ تخلیق کار کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ تخلیق کا رخ جدھر چاہے موڑ دے مگر رثائی ادب میں ایسا ممکن نہیں ہے۔ ایک دائرے میں رہنا پڑتا ہے۔ شاعر شجاعت بیان کرنے میں تو آزاد ہے مگر انجام بدلنے پر اسے اختیار نہیں۔ ہر قاری ہر سامع کو معلوم ہے کہ انجام کیا ہوگا۔ رثائی ادب کے تخلیق کار کو اس بات کی متعلق اجازت نہیں کہ وہ اپنا کردار خود تخلیق کر لے۔ اسے وہی کردار تاریخی حوالے سے بیان کرنا ہوتا ہے جیسا کہ پہلے سے موجود ہے۔ ابتدا جیسے چاہے کرے مگر انجام تاریخی اعتبار سے ہی کرنا ہوتا ہے۔ وہی انجام جو قاری سامع کو اچھی طرح ازبر ہے۔ انجام میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا۔ اسے اپنا کردار تخلیق کرنے کی بھی آزادی نہیں ہے۔ انہی کرداروں کے گرد اس کا فن گردش کرتا ہے جو تاریخی حوالے سے ثابت ہے۔

نظم، غزل کا شاعر اپنے قاری سامع کو نئی نئی تخلیقی دنیاؤں سے روشناس کرا سکتا ہے وہ آزادی رثائی شاعری میں نہیں ہے، شاعر کو وہی کچھ بیان کرنا پڑتا ہے جو سامع

قاری کے علم میں پہلے سے موجود ہے اب یہ اس کا فن ہے کہ وہ اس بات کو کیسے بیان کرتا ہے کہ سامع قاری متوجہ رہے۔ لیکن اس کے لئے اعلیٰ شعری بصیرت کا موجود ہونا ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ چودہ سو سال سے ایک ہی مضمون باندھا جارہا ہے مگر دلکشی ہنوز قائم ہے۔ میں بھی کوشش کر رہا ہوں کہ رثائی شاعری میں کچھ آگے بڑھ سکوں، اپنے قاری، سامع کو کچھ نیا سنا سکوں، کہاں تک کامیاب رہا ہوں یہ تو صرف بی بی جانتی ہیں جن کی خوشنودی کے لئے میں شعر کہہ رہا ہوں۔ آخرت کا توشہ بنا رہا ہوں۔

ظفر عابدی

''سعیِ ظفر'' عقیدتوں کا سفر

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ سید رضی جعفر نقوی مدظلہ العالی

''شعروادب'' کا ذوق، درحقیقت انسان کے جمالیاتی ذوق کی عکاسی کرتا ہے اور اگر یہ ذوق، حمد ونعت ومنقبت اور ذکر محمد وآل محمد علیہم السلام میں ڈھل جائے تو انسان کی روحانی پاکیزگی کا مظہر بھی ہوتا ہے۔

ہمارے محترم جناب ظفر عابدی صاحب جن کے بارے میں عندلیب گلستان فصاحت جناب اشرف عباس صاحب مرحوم نے لکھا ہے کہ:

''میرے ایک دیرینہ ساتھی اور رفیق، نہایت مخلص، سچے ایماندار، بہت محبت کرنے والے، ہر حال میں ساتھ دینے والے، اور ایسی ہی کئی خوبیوں کے مالک ہیں اور پھر ان سب کے ساتھ ایک اضافی صفت یہ ہے کہ بہت اچھے اور صاحب طرز شاعر ہیں۔

ان کے سلام اور نوحوں کا ایک مجموعہ منظر عام پر آچکا ہے اور کچھ ماتمی انجمنوں نے ماضی میں ان کے نوحوں پر داد وصول کی ہے''۔

اب محترم ظفر عابدی صاحب کا دوسرا مجموعہ کلام ''سعیِ ظفر'' کے نام سے منظر عام پر آرہا ہے جس کا آغاز آپ نے حمد پروردگار کے اس خوبصورت شعر سے کیا ہے کہ:

رب اکبر کا سدا نام لیا کرتا ہوں
جب کسی کام کا آغاز کیا کرتا ہوں

اور اگلے شعر میں فرماتے ہیں:

غیر ممکن ہے کہیں راہ میں ٹھوکر کھاؤں
جامِ توحید ہر اک گام پیا کرتا ہوں

اس شعر میں غیر معمولی بلاغت بھی ہے اور اس حقیقت کا اعلان بھی کہ جو شخص رزم میں، بزم میں، خلوت میں، جلوت میں، رفتار میں، گفتار میں، سیرت میں، کردار میں اور زندگی کے تمام مراحل میں خدا کو پیش نظر رکھے گا وہ کبھی بھٹک نہیں سکتا ہے۔

حمد کے چوتھے شعر میں ایک خوبصورت تمنا کا اظہار فرماتے ہیں:

تیرے محبوب کے پیاروں کی غلامی ہو نصیب
یہ دعا رب سے میں ہر آن کیا کرتا ہوں

غور کیجئے کتنی خوبصورت تمنا ہے اللہ کے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پیارے، حضرت علیؑ، جناب فاطمہؑ، حضرات حسنؑ و حسینؑ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام اور جس کو ان خاصان خدا کی سچی غلامی کی سند مل جائے وہ پیش پروردگار نہایت اعلیٰ و ارفع مقام کا حامل بن جائے۔

بیدم یہی تو پانچ ہیں مقصود کائنات
خیر النساء حسینؑ و حسنؑ مصطفیٰؐ، علیؑ

جن کا قصیدہ خود مالک دو جہاں نے پڑھا ہے جس کا تذکرہ حدیث کساء کے اندر موجود ہے اور جن کے وسیلے سے حضرت آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی جیسا کہ ارشاد قدرت ہے۔

فتلقی آدم من ربه کلمات فتاب علیه، انه هو التواب الرحیم

عالیجناب ظفر عابدی نے حمد پروردگار کے بعد سرکارِ ختمی مرتبت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت نعت کا آغاز، اس شعر سے کیا ہے:

سر بسر انوار سے آراستہ
احمد مرسل کے گھر کا راستہ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ایک روایت میں یہ فقرہ بھی پایا جاتا ہے کہ:

"ہماری ذات بھی نور ہے اور ہماری بات بھی نور ہے۔"

(نقل بالمعنیٰ)

اور جو احمد مرسلؐ کے گھر کا راستہ وہی اُن کی اولاد طاہرین کے گھر کا راستہ ہے اور یہ راستہ ہے جو سر بسر انوار سے آراستہ ہے۔

محترم ظفر عابدی صاحب نے سرکار دو عالم خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفرِ معراج سے متعلق اپنی نعت کا آغاز اس شعر سے کیا ہے کہ:

معراج رابطہ ہے جدید و قدیم کا
یہ ہے سفر زمین سے عرشِ عظیم کا

حضور اکرمؐ کے سفرِ معراج کے سلسلہ میں قرآن مجید کے سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت میں یہی بتایا گیا ہے کہ آنحضرتؐ عرش کی بلندیوں تک گئے۔ جیسا کہ ارشاد قدرت ہے:

سبحان الذی اسرٰی بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ...

پاک اور بے نیاز ہے وہ اللہ جو اپنے بندۂ (خاص) کو رات کے وقت، مسجد الحرام سے اس مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے اطراف کو ہم نے برکتیں عطا کی ہیں۔

(بعض مفسرین "مسجد اقصیٰ" سے، فلسطین کی زمین پر واقع مسجد اقصیٰ کو قرار دیتے ہیں، لیکن ہمارے متعدد مفسرین کے نزدیک اس سے دور دراز کی وہ مسجد مراد ہے جو عرشِ الٰہی پر ہے۔)

اور پھر سورۂ مبارکہ والنجم میں، حضور اکرمؐ کے سفرِ معراج کے سلسلے میں ارشاد ہوا کہ:

وھو بالافق الاعلی۔ ثم دنی فتدلی۔ وکان قاب قوسین او ادنی

اور وہ بلند ترین افق پر تھے۔ پھر وہ قریب آئے تو مزید نزدیک ہو گئے۔ یہاں تک کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے کم فاصلہ رہ گیا۔

(سورۂ والنجم آیت ۷، ۸، ۹)

شاعر نے اسے یوں بیان کیا ہے کہ

''یہ ہے سفر زمین سے عرشِ عظیم کا''

محترم ظفر عابدی صاحب نے آگے چل کر سرکار سید الشہداء حضرت امام حسینؑ کی منقبت میں اُن کے عالم طفلی سے لے کر یوم عاشورہ تک پیش آنے والے واقعات کو ایک شعر میں یوں قلمبند کیا ہے کہ:

قسمتِ فطرس سے تا حُر جری
سامنے منظر پہ منظر آگئے!

فطرس کا واقعہ اُس وقت کا ہے جب حضرت امام حسینؑ گھوارے میں تھے اور حُر جری کی داستان اُس وقت سے متعلق ہے جب روزِ عاشورہ امام عالی مقام بارگاہ معبود میں اپنی اور اپنے اہل خاندان و اعوان و انصار کی قربانی پیش کرنے والے تھے اور مولائے کائنات حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ کی منقبت میں جناب ظفر عابدی صاحب کا یہ شعر بھی خاص طور سے قابلِ توجہ ہے جس میں فرماتے ہیں کہ

اس کی گواہ نہج البلاغہ ہے آج تک
میراث علم تا بہ قیامت علیؑ کی ہے

اور مندرجہ ذیل شعر میں مولائے کائنات کی شجاعت کو، ایک منفرد انداز سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے لکھتے ہیں:

بدر ہو یا خندق و خیبر، احد کا معرکہ
بس علیؑ تنہا نظر آتے ہیں لشکر کی طرح

اور اہل ولا کے دلوں کو چھونے والا یہ شعر بھی، ارباب ذوق کے لئے لائق توجہ ہے، کہ

اپنی فطرت کو بدل سکتا نہیں پہلو میں بھی
صحبت گل میں ہے لیکن خار تو پھر خار ہے

اور نگہبانِ رسالت، پاسبانِ حرم، کل ایمان کے والد جناب عمران ابوطالب علیہ السلام کے بارے میں جناب ظفر عابدی کا یہ شعر ملاحظہ فرمایئے:

خدیجہ سے پیمبرؐ کا پڑھایا عقد عمراں نے
رسول اللہؐ نے کی ہے بیاں شان ابوطالبؑ

یہ ناممکن ہے کہ کائنات کی سب سے عظیم ہستی، محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عقد، کوئی ایسا شخص پڑھے، جو ایمان سے محروم ہو۔

کیا ہم اپنے کسی مومن دوست کے بارے میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کا عقد رام چندر جی نے پڑھایا تھا ایک اور شعر میں آپ نے جناب ابوطالبؑ کے ایمان پر یوں روشنی ڈالی ہے:

کہتا ہے برملا ابوطالبؑ کا ہر عمل
طفلی میں بھی نبی کو نبی مانتے تھے آپ

اس کے بعد ایک قطعہ کے اندر جناب ظفر عابدی صاحب نے پوری تاریخ سمودی ہے! لکھتے ہیں:

پہلی منزل میں رسالت کی، ابوطالبؑ نے
تربیت اور حفاظت کا فریضہ پایا
اور پھر حشر تلک آلِ ابوطالبؑ نے
دینِ حقہ کی امامت کا فریضہ پایا

اور پھر اُن کے فرزند ارجمند، مولائے کائنات امیر المومنینؑ حضرت علی بن ابیطالبؑ کے بارے میں یہ شعر بھی لائق توجہ ہے:

مرضیٔ رب جو خریدے جان اپنی بیچ کر
بستر ہجرت سے پوچھو ایسا بندہ کون ہے

اور پھر یہ شعر:

مظہر اوصاف حق، نفس پیمبر اور ولی
اے خدا تو ہی بتا دے ایسا بندہ کون ہے

جناب ظفر عابدی صاحب نے اپنے بعض اشعار میں تاریخ کے گرانقدر واقعات کو نہایت سلاست سے رقم کیا ہے، جس کا ایک نمونہ مندرجہ ذیل شعر بھی ہے:

ہیں فاطمہؑ اور اُن کے پدر، شوہر و فرزند
تطہیر کی چادر میں بجز ان کے، گیا کون

اور پھر چہاردہ معصومینؑ کا ایک ساتھ ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ہر اک ایمان والے پر اطاعت فرض ہے ان کی
بحکم خالق یزداں محمدؐ سے محمدؐ تک

مصائب کے باب میں بھی جناب ظفر عابدی صاحب کا یہ شعر بھی لائق توجہ ہے۔

بے زباں کی مسکراہٹ تھی جہاد چشم و دل
منفرد انداز تھا یہ نصرت شبیرؑ کا

پاک پروردگار کی بارگاہ بے نیاز میں دعا ہے کہ بحق چہاردہ معصومینؑ جناب سید ظفر عابدی صاحب کو صحت و عافیت کے ساتھ طویل زندگی عطا فرمائے، تا کہ وہ اسی طرح مودّت کے پھولوں سے گلستان عقیدت کے نکھار میں اضافہ کرتے رہیں۔

اہلبیت اطہار سلام اللہ علیہم اجمعین کی مدح وثنا، انسان کو فرش سے اُٹھا کر عرش تک پہنچانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

جناب میر انیس، جو بنیادی طور سے غزل کے شاعر تھے، جب اُنہوں نے خود کو مدحتِ محمد وآل محمد علیہم السلام کے لئے وقف کر دیا تو خداوند عالم نے اُنہیں وہ عروج و کمال عطا کیا کہ جہاں جہاں ذکر اہلبیتؑ کی مجالس منعقد ہوں گی میر انیس کا نام ادب و احترام سے لیا جائے گا۔

محترم ظفر عابدی صاحب کو خداوند عالم اس خدمت کا بہترین اجر وثواب عطا فرمائے اور اُن کی دلی تمنائیں پوری فرمائے۔

آمین

سید رضی جعفر نقوی

۳۰۔۱۰۔۲۰۲۰

maablib.org

"سعیٔ ظفر" بہترین کاوِش

علامہ سید صادق عباس عابدی

شاعرِ اہلبیت محترم جناب ظفر عابدی صاحب قابلِ قدر ہیں جنہوں نے اپنی شاعرانہ صلاحیت کو حمد، نعت اور منقبت کے ساتھ بطورِ خاص مخصوص کیا ہے ان کی زیر نظر کتاب بارگاہِ الٰہی میں حمد کے علاوہ نعت اور مناقب کا مجموعہ ہے اس کے علاوہ کچھ قطعات بھی کتاب میں شامل کئے گئے ہیں۔

ظفر عابدی نے اپنی تحریر کردہ "حمد" کے مطلع ہی میں قاری کی توجہ بڑی خوبصورتی کے ساتھ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کی آیت کی جانب مبذول کی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

رَبِّ اکبر کا سدا نام لیا کرتا ہوں
جب کسی کام کا آغاز کیا کرتا ہوں

درج بالا مطلع میں ایک لفظ ہے آغاز آغاز فارسی کا لفظ ہے جس کے معنی شروع ابتداء یا عنوان کے ہیں شاعر واضح طور پر یہ بیان کر رہا ہے کہ وہ جب بھی کسی کام کا آغاز کرتا ہے تو پہلے رب اکبر یعنی اللہ تعالیٰ کا نام اپنے زبان پر جاری کرتا ہے اور یہی اسلام کی تعلیم ہے کہ ہر کارِ خیر کا آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم سے کیا جائے۔

امام محمد باقرؑ کا ارشاد ہے کہ:

"ضروری ہے کہ ہر کام کے شروع (آغاز) میں آیۂ بسم اللہ کی تلاوت کی جائے خواہ کام بڑا ہو یا چھوٹا تا کہ اس میں برکت پیدا ہو"۔ (تفسیر صادق صفحہ ۷، بحوالہ تفسیر المیزان جلد ا صفحہ ۷۹)

عشق رسول اکرم مسلمان کے ایمان و یقین کے تقاضے کا نام ہے اور جب تک قلب حُبِّ رسولؐ کی شمع سے روشن نہ ہو دل میں عشقِ الٰہی کی روشنی کا گذر ممکن نہیں اس لئے کہ عشقِ الٰہی کے وسیلے کا نام ہی عشقِ رسولؐ ہے اسی لئے ظفر عابدی نہ صرف یہ کہ نعت نگاری کو اپنے لئے اعزاز سمجھتے ہیں بلکہ اسے رسولؐ کے وسیلے سے اللہ تک پہنچنے کا رستہ بھی سمجھتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

آپؐ محبوبِ خدائے ذوالجلال
آپؐ کا رستہ خدا کا راستہ

اُن کے دل میں عشقِ رسولؐ و آلِ رسول کا سمندر موجزن نظر آتا ہے اسی لئے وہ "جذبِ صادق" کے ساتھ یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ

سرِ محفل مرا عنوان محمدؐ سے محمدؐ تک
کہ سب ہیں بولتے قرآں محمدؐ سے محمدؐ تک

ختمی مرتبت کا ارشادِ گرامی ہے: "اپنی مجلسوں کو علیؑ کے ذکر سے زینت دو"
اس میں مطلع نہیں ہوتا اور کم سے کم دو شعر ہوتے ہیں۔

(فیروز اللغات صفحہ ۵۱۲)

شاعری میں وہ نظم جو دو بیت سے کم نہ ہو، زیادہ ہو مگر مطلع نہ ہو۔

(لغاتِ کشوری فارسی)

کسی تبصرے کے بغیر چند قطعات ملاحظہ فرمائیں۔

شاخِ شجرِ زیست پہ شاداب رہیں
دنیائے افق پر بن کے مہتاب رہیں
اللہ کرے منزلِ راہِ حق میں
ہر گام عزادار ظفریاب رہیں

محشر کے حوالے سے قیامت کی ضرورت
اللہ کو درپیش ہے حجت کی ضرورت
انسان کو ہے جتنی نبوّت کی ضرورت
اتنی ہے نبوّت کو امامت کی ضرورت

**

ہے رجب کی پانچویں تاریخ آج
آج پھر آئی ہے گلشن میں بہار
ہے نقیؑ اسمِ مسمّیٰ اے ظفر
"ہر گنہ سے پاک خالص دین دار"

خود ختمی مرتبت بھی پوری تاریخ تبلیغ میں علیؑ کا ذکر کرتے ہوئے نظر آتے ہیں لیکن ذکرِ علیؑ کے لئے جرات، ہمت استقلال اور بہادری کی ضرورت ہے یہ ذکر وہ ہے جس کی پاداش میں کتنی گردنیں کاٹی جا چکی ہیں کتنی زبانیں گدی سے کھینچی جا چکی ہیں اور کتنے لوگ ظلم کی چکی میں پیسے جا چکے ہیں لیکن زمانے اور تاریخ کا جبر مدح کرنے والوں کو ذکرِ علیؑ سے نہ روک سکا اس لئے کہ اُن کے سامنے میثم تمارؒ کا کردار ہے سردار بھی علیؑ کا ذکر کر کے بتلا دیا کہ عاشقانِ علیؑ کی زباں تو کھینچی جاسکتی ہے انہیں سولی پر چڑھایا جاسکتا ہے اُن پر ظلم کے پہاڑ توڑے جاسکتے ہیں لیکن انہیں ذکرِ علیؑ کرنے سے نہیں روکا جاسکتا اس لئے کہ اُن کے پیشِ نظر میثم تمارؒ کی سیرت ہے اس حقیقت کی طرف ظفر عابدی اس طرف اشارہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

آج بھی کرتے ہیں اعلانِ ولایت برملا
ہم علیؑ والوں میں جرات دیکھ لو اظہار کی

الفتِ حیدرؑ میں کچھ بھی ڈر نہیں ہے جان کا
یہ ادا بھائی ہے دل کو میثمِ تمارؓ کی

ظفر عابدی نے اپنی زیرِ نظر کتاب میں حمد، نعت اور بارگاہِ معصومینؑ میں کئی منقبتیں پیش کرنے کے ساتھ کچھ قطعات بھی شامل کئے ہیں۔

قطعہ ''دراصل نظم کی وہ قسم ہے جس میں کوئی ایک بات بیاں کی جاتی ہے۔اس کے علاوہ انہوں نے اپنے اشعار میں کئی مقام پر بعض خوبصورت تراکیب کا استعمال کیا ہے جیسے

جامِ توحید، گلدستۂ بہار، تصویرِ دل، غبارِ کوچۂ طیبہ
صحبتِ گُل، وارثِ باغِ فدک، رنگِ بیاں وغیرہ

دُعا ہے کہ پروردگارِ عالم شاعرِ اہلبیتؑ جناب ظفر عابدی صاحب کی ''سعیِ ظفر'' اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور انہیں صحت وتندرستی کے ساتھ تاحیات مدحِ محمدؐ وآلِ محمد علیہم السلام کی توفیق کو سعادت عطا فرمائے۔

علامہ سید صادق عباس عابدی

maablib.org

ثنائے آلِ محمدؑ بھی اک عبادت ہے

''سعیِ ظفر'' برادرِ عزیز ظفر حیدر عابدی صاحب کا دوسرا مجموعۂ کلام ہے جو محمدؐ و آلِ محمدؑ کی مدحت سے آراستہ ہے۔ ظفر بھائی، انتہائی مخلص اور محبتِ اطہارؑ سے سرشار ایک ہمہ جہت شخصیت کے حامل ہیں۔ نعت، منقبت، سلام اور نوحے ان کی پہچان ہیں۔

زیرِ نظر مجموعہ ''سعیِ ظفر'' پر حضرت علامہ سید رضی جعفر نقوی دام مجدہٗ نے سیر حاصل گفتگو کی اور دوسرے طرف علامہ سید صادق عباس عابدی صاحب نے بھی اپنی تحریر میں ان کے کلام کے چیدہ چیدہ گوشے پر روشنی ڈالی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ صاحبانِ علم و بصیرت کی تحریریں موصوف کے کلام اور فن کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔

دعا ہے کہ پروردگارِ عالم ظفر بھائی کو اسی طرح حوصلہ اور توفیقات عطا کرے تا کہ وہ تا حیات آلِ محمدؑ کی مدح و ثنا کرتے رہیں۔

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

قلمِ ظفرؔ کا ہو قرطاس پر رواں ہر دم
ثنائے آلِ محمدؑ بھی اک عبادت ہے

آصف رضا رضوی
صدر: بزمِ تقدیسِ ادب کراچی

maablib.org

بارگاہِ معصومینؑ میں ہدیۂ اخلاص

علامہ سید ارتضیٰ عباس نقوی

سورۂ شعراء کی آخری آیات سے یہ بات واضح ہے کہ مظلوم کی حمایت ونصرت میں کی جانی والی شاعری خدا کو پسند ہے اور امام حسینؑ کیونکہ تاریخ انسانیت کے سب سے بڑے مظلوم ہیں اس لئے ان کی حمایت میں کہا جانے والا ایک ایک لفظ بارگاہِ خداوندی میں پسندیدگی کی سند رکھتا ہے۔ ہر عہد اور ہر زبان کے شعراء نے اس دشت میں اپنی قوتِ فکر کے گھوڑے دوڑائے اور دفترِ مدحت کے انبار لگا دیئے۔

تقسیم کے بعد پاکستان خصوصاً کراچی میں ادب کی جو فضا قائم ہوئی اس نے اردو ادب کو خوب مالا مال کیا۔ غزل کے مشاعروں سے قطعِ نظر یہاں کی مذہبی محافل نے رثائی ادبیات کے ذخیرے میں قابلِ قدر اضافہ کیا۔ عمدہ عمدہ مرثیے، سلام اور نوحے لکھے گئے۔ ساتھ ہی مقاصدوں کے انعقاد سے بہترین قصیدوں اور منقبتوں کا بھی اضافہ ہوا۔ اس ماحول میں جو نئی نسل پروان چڑھی اور جنہوں نے اس عہد کو نہ صرف یہ کہ دیکھا بلکہ اس سے اثرات بھی لئے اور خود بھی شاعری کی ان میں محترم ظفر عابدی صاحب ایک نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کا طویل عرصہ اشرف عباس صاحب مرحوم کے ساتھ گزرا اس لئے نشتر پارک کی مرکزی مجالس سے لے کر مقاصدوں کی محافل تک کا سفر ان کے ذہن میں محفوظ ہے اور ان کے کلام میں اُس عہد کے شاعروں کا استفادہ نظر آتا ہے۔ یہ مجموعہ دلی جذبات واحساسات کا ایک ایسا گلدستہ ہے جس میں شاعر کے خلوص اور والہانہ عشق کے تازہ وشاداب گلاب ہیں اور ان میں مودّت کی خوشبو رچی بسی ہوئی ہے۔ شاعر کی خوش نصیبی ہوتی ہے کہ اس کا کلام

اس کی زندگی میں چھپ جائے اور یہ سعادت اب ظفر عابدی صاحب سے ہمکنار ہورہی ہے۔اس میں ان کی لکھی ہوئی حمد، نعتیں، منقبتیں اور قطعات شامل ہیں۔جن کے بارے میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ شاعر نے بغیر کسی شہرت یاداد کی پرواہ کے بارگاہِ اہلبیتؑ میں عقیدت کے لعل وگوہر نثار کیے ہیں جن کی قدروہی مقدس ہستیاں کریں گی جن کے لئے یہ کلام کہا گیا ہے اور یہ شعری سرمایہ "سعیٔ ظفر" بن کر ان کی نجات کا ضامن بن جائے گا۔

کتاب کی اشاعت پر دلی مبارکبادیں۔گذشتہ سالوں میں عہدِ حاضر کے مزید شعراء کے مجموعے بھی چھپے ہیں یہ سب کلام آئندہ ہونے والی تحقیقات کا حصہ بنے گا اور اس کے ذریعے عہدِ حاضر کی تاریخ مرتب کرنے میں مدد ملے گی۔

علامہ سید ارتضیٰ عباس نقوی

۸ دسمبر ۲۰۲۰ء

"سعیِ ظفر"

سید یداللہ حیدر

اردو شاعری میں دو اصنافِ سخن ایسی ہیں جو نہ صرف انتہائی مشکل ہیں بلکہ اُن میں شاعر کے لیے از حد احتیاط لازم ہے، یہ ایسی اصناف ہیں جن میں ذرا بے احتیاطی نہ صرف یہ ہے کہ غلو پر منتج ہوتی ہے بلکہ حقیقت کو مسخ کرنے کا سبب بھی بن سکتی ہے۔ اردو شاعری کی تاریخ کو اگر دیکھیں تو ہمیں بہت سے نامور شعرا ایسے نظر آئیں گے جن کے مبالغہ آرائی نظر آئے گی۔ مثلاً بہادر شاہ ظفر کے لیے مرزا غالبؔ اور ذوقؔ کے قصیدوں میں جو باتیں کہی گئی ہیں بہادر شاہ ظفر کی شخصیت کسی پہلو سے اس کی مستحق نہیں تھی۔ مثلاً ذوقؔ کا کہنا کہ:

بعدِ شاہانِ سلف رکھتا ہے تو یوں تفضیل
جیسے قرآن پسِ توریت و زبور و انجیل

یا مرزا غالبؔ کا یہ شعر:

مثلہٴ چشم و دل بہادر شاہ
مظہر ذوالجلال و الاکرام

جن دو اصنافِ سخن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے وہ رثائی اور منقبتی شاعری ہے۔

رثائی شاعری میں مرثیہ، سلام و نوحہ اور منقبتی شاعری میں مدح و ثنا اور قصیدہ شامل ہے، یہاں یہ بات ذہن میں رکھنا چاہیے۔ منقبتی شاعری سے مراد خدا کے منتخب بندوں یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آئمہ علیہم السلام، اہلبیت علیہم السلام یا شہدائے کربلا کی مدحت ہے، عوام الناس یا کسی دنیاوی شخصیت کی نہیں۔ ایسی صورت میں احتیاط

اور بھی لازم ہو جاتی ہے۔

شاعرِ اہلبیت محترم سید ظفر عابدی صاحب کا شعری مجموعہ "سعیِ ظفر" اس وقت میرے سامنے ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ اس مجموعے پر اپنی رائے کا اظہار کروں۔

ظفر عابدی صاحب کے اس مجموعۂ کلام میں حمد و نعت کے علاوہ خاصی تعداد میں مناقب شامل ہیں جن میں ائمہ معصومینؑ اور آلِ رسولؐ کے ساتھ ساتھ دیگر نفوسِ مقدسہ کی مدح و ثنا کی گئی ہے۔ زیرِ نظر مجموعہ ظفر عابدی صاحب کا دوسرا مجموعہ ہے۔ اس سے قبل سلام و نوحوں کا ایک مجموعہ منزلِ طباعت سے گزر چکا ہے۔

ظفر عابدی صاحب اپنا ایک منفرد انداز رکھتے، نہایت سادہ مصرعے، غیر ضروری ادق الفاظ کے استعمال سے گریز اور غلو سے اجتناب آپ کے اسلوب کا خاصہ ہے۔ مثلاً حمد کا مطلع ہے:

رب اکبر کا سدا نام لیا کرتا ہوں
جب کسی کام کا آغاز کیا کرتا ہوں

مناقب میں مقصدیت اگر ہو تو شعر میں لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔ مثلاً نعت میں اپنا مقصد یوں بیان کرتے ہیں:

لفظوں کے آئینے میں حیاتِ رسول کی
تصویرِ دل پذیر دکھانے کو آئے ہیں

اور مدح یوں کرتے ہیں:

انصاف، نظم و ضبط، عطا، عفو و درگزر
نیکی کی کہکشاں ہے محمدؐ کا ہر قدم
یہ اعتراف کرتے ہیں دانش ورانِ دہر
تنظیمِ جاوداں ہے محمدؐ کا ہر قدم

ساتھ ہی اپنے عقیدے کا بیان کرتے ہوئے نعت میں کہتے ہیں:

آ پہنچے شہرِ علم تو کیا ذکرِ واپسی
ہم تو کبھی یہاں سے نہ جانے کو آئے ہیں

اور اپنے اپنے ایمان کا برملا اظہار کرتے ہوئے جھجک محسوس نہیں کرتے۔ جو ایمان کا تقاضا ہے:

بے فصل مصطفیٰ سے قرابت علیؑ کی ہے
ثابت ہر ایک رخ سے فضیلت علیؑ کی ہے
دنیا اگر نہ مانے تو وہ جائے، ہم کو کیا
ہم تو یہ مانتے ہیں خلافت علیؑ کی ہے

اور ؎

قلم پہ فرض ہے آلِ رسول کی مدحت
میں مدح غیر کی لکھوں نہیں حضور نہیں

پھر ایک روشن حقیقت کی طرف اشارہ یوں کرتے ہیں:

دنیا کے بت کدے پہ حکومت کسی کی ہو
اقلیمِ دل پہ اب بھی حکومت علیؑ کی ہے

جناب ابوطالبؑ کی شان میں دلالت کرتا یہ شعر ملاحظہ کیجئے:

خدیجہؑ سے پیمبر کا پڑھایا عقد عمرانؑ نے
رسول اللہ نے کی ہے بیاں شانِ ابوطالبؑ

اس مختصر سے تبصرے کے ساتھ میں اپنی آراء کا اختتام کروں گا اور چاہوں گا کہ قارئین خود اس کتاب کا مطالعہ کر کے اپنی رائے قائم کریں جو یقیناً ظفرؔ عابدی

صاحب کے کلام کے عین مطابق ہوگی۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ چہاردہ معصومین علیہم السلام کے صدقے میں ظفرؔ عابدی صاحب کو مکمل صحت و سلامتی کے ساتھ طول عمر عطا کرے اور انہیں مسلسل اجرِ رسالت ادا کرتے رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین

maablib.org

حمد

ربِّ اکبر کا سدا نام لیا کرتا ہوں
جب کسی کام کا آغاز کیا کرتا ہوں

غیر ممکن ہے کہیں راہ میں ٹھوکر کھاؤں
جامِ توحید ہر اِک گام پیا کرتا ہوں

مجھ کو ہوجائے عطا علم و عمل کی توفیق
دامنِ چاک کو اشکوں سے سیا کرتا ہوں

تیرے محبوب کے پیاروں کی غلامی ہو نصیب
یہ دعا رب سے میں ہر آن کیا کرتا ہوں

ہے مرے پاس ندامت کے سوا کچھ بھی نہیں
تیری رحمت کے سہارے ہی جیا کرتا ہوں

مغفرت کا میں طلبگار ہوں اے رب کریم
نادم عصیاں پہ ہوں اور تجھ سے حیا کرتا ہوں

maablib.org

نعت

سربسر انوار سے آراستہ
احمدؐ مرسل کے گھر کا راستہ

آنا جانا روز کا معمول ہے
دیکھا بھالا ہے ہمارا راستہ

گنبدِ خضریٰ ہو گر پیشِ نظر
خود بتا دیتے ہیں آقا راستہ

اُسوۂ خیر البشر اپنایئے
ہے یہی جنت کا سیدھا راستہ

المدثر المزمل منزلیں
تابشِ یٰسین و طٰہٰ راستہ

جس کا ہر ذرہ ضیا بردوش ہے
شہرِ بطحا ہے اِک ایسا راستہ

آپؐ محبوبِ خدائے ذوالجلال
آپؐ کا رستہ خدا کا راستہ

آپؐ کا نقشِ قدم منزل نشاں
آپؐ کا شہرِ مدینہ راستہ

آپؐ کی سنت ہے سامانِ نجات
آپ ؐ کی سیرت ہے گویا راستہ

آپ ہی تو ہیں شہہ دنیا و دیں
معتبر ہے آپ ہی کا راستہ

کربلا سے اے ظفرؔ ہم کو ملا
صاف و شفاف آئینہ سا راستہ

....

قطعہ

مدحتِ آلِ پیمبرؐ ہو مقدر میرا
اور ہوجائے لقب خادمِ قنبرؓ میرا
پھر تو مل جائے ظفرؔ مجھ کو حیاتِ جاوید
دم نکل جائے اگر برسرِ منبر میرا

قطعہ

کلیوں کو آج صبح دم دی ہے صبا نے آگہی
جائے پناہ ڈھونڈ لے اہلِ جہاں کی گمرہی
دسویں امام آگئے عرصۂ کائنات میں
صلِّ علیٰ محمدٍ صلِّ علیٰ وآلہٖ

نعت

گلدستۂ بہار سجانے کو آئے ہیں
نعتِ نبیؐ کے پھول کھلانے کو آئے ہیں

جو رحمتِ تمام ہیں جو عظمتِ کمال
ہم اُس نبیؐ کا جشن منانے کو آئے ہیں

اُمّی لقب رسولؐ بہ تائید ایزدی
ہر نقش جہلِ فکر مٹانے کو آئے ہیں

حاصل انہیں تو قربِ الٰہی ازل سے ہے
بندوں کو وہ خدا سے ملانے کو آئے ہیں

ختم الرسل ہیں لائے ہیں دستور آخری
وہ راہِ مستقیم دکھانے کو آئے ہیں

آپہنچے شہرِ علم تو کیا ذکرِ واپسی
ہم تو کبھی یہاں سے نہ جانے کو آئے ہیں

لفظوں کے آئینے میں حیاتِ رسولؐ کی
تصویرِ دل پذیر دکھانے کو آئے ہیں

نشہ ہے جس کا معرفتِ دینِ مصطفےٰؐ
ہم آج وہ شراب پلانے کو آئے ہیں

نعت

محبوبِ عاشقاں ہے محمدؐ کا ہر قدم
تسکینِ قلب و جاں ہے محمدؐ کا ہر قدم

منزل سے اب ہمارے بھٹکنے کا کیا سوال
جب میرِ کارواں ہے محمدؐ کا ہر قدم

رحمت سراپا تا با ابد آپ کی حیات
فیضانِ انس و جاں ہے محمدؐ کا ہر قدم

انصاف نظم و ضبط عطا عفو و درگذر
نیکی کی کہکشاں ہے محمدؐ کا ہر قدم

وہ بہرِ خامشی ہو کہ دیائے گفتگو
اسرارِ بے کراں ہے محمدؐ کا ہر قدم

یہ اعتراف کرتے ہیں دانشورانِ دہر
تنظیمِ جاوداں ہے محمدؐ کا ہر قدم

لاریب ہے کتابِ خدا مستند ظفرؔ
خالق کا ترجماں محمدؐ کا ہر قدم

نعت

آپؐ پر جس کا ہے ایمان رسولؐ عربی
رب بھی اُس پر ہے مہربان رسولؐ عربی

شان آقا کی بھلا کیسے بیاں ہو پائے
سارے نبیوں کے ہیں سلطان رسول عربی

جس کو معلوم نہ ہو مقصدِ خلقت کیا ہے
وہ بھلا کیسے ہو انسان رسول عربیؐ

مدح میں آپ کی جو کچھ ابوطالبؑ نے لکھا
پہلا نعتوں کا ہے دیوان رسول عربی

شک نبیؐ پر کرے قرآن کو کافی سمجھے
وہ منافق ہے مسلمان رسول عربی

اہلبیتِ نبوی سے ہے مودّت واجب
یہ بھی ہیں بولتے قرآن رسولِ عربی

دل سے جو اجرِ رسالت کو ادا کرتے ہیں
مشکلیں اُن کی ہوں آسان رسولِ عربی

یہ شرف آلِ محمدؐ کے ہے در کو حاصل
ہیں ملائک جہاں دربان رسولِ عربی

آپ کو کہتے ہیں جو لوگ بھی اپنا جیسا
اُن کو ہے جہل کا سرطان رسولِ عربی

ہم کہ ہیں میثم و سلمان و ابوذر کے غلام
حق پہ ہوجاتے ہیں قربان رسولِ عربی

جس نے اسلام کی تاریخ کو ہے مسخ کیا
وہ ہے نسلِ ابوسفیان رسولِ عربی

آپ کا آخری نائب ہے جو نظروں سے نہاں
ہے وہ ہم سب کا نگہبان رسولِ عربی

پھر مدینے کی زیارت کا شرف ہو حاصل
دل میں ہر دم ہے یہ ارمان رسولِ عربی

آگہی علم او عرفان عطا ہو اس کو
کہ ظفرؔ بھی ہے ثنا خوان رسولِ عربی

قطعہ

پہلی منزل میں رسالت کی ابوطالبؑ نے
تربیت اور حفاظت کا فریضہ پایا
اور پھر حشر تلک آلِ ابوطالبؑ نے
دینِ حقہ کی امامت کا فریضہ پایا

نعت

حُبِّ رسولِؐ حق ہے ہر اک خاص و عام کا
آقا سے بھی تو ہوتا ہے رشتہ غلام کا

مومن پہ فرض ہے یہ عمل احترام کا
نذرانہ بھیجتا ہے دُرود و سلام کا

ہم کو تو خاص ربط و تعلق ہے آپ سے
سرکار کی عطا ہے تسلسل امام کا

سیرت رسولِؐ پاک کی ہے عفو و درگذر
رحمت ہیں وہ سوال ہی کیا انتقام کا

بعد از نماز سب کا وظیفہ ہے کیوں نہ ہو
آقا جواب دیتے ہیں سب کو سلام کا

محبوبِ کبریا کی اجازت کی دیر ہے
میں قصد کرچکا ہوں مدینے قیام کا

جو نعت سن رہے ہیں ملے گی اُنہیں جزا
ہم کو صلہ ملے گا ہمارے کلام کا

ساماں ظفرؔ نجات و شفاعت کا اِس میں ہے
ہر لفظ اس کلام کا گویا ہے کام کا

عقدِ خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا

عقدِ رسولِ حقؐ کا سماں ہر نظر میں ہے
تنویرِ عرش آج خدیجہؑ کے گھر میں ہے

خطبے کے لفظ ہیں لبِ عمرانؑ پر رواں
یا حمدِ کبریا کی تجلی سفر میں ہے

عمرانؑ کو وکیلِ پیمبرؐ بنادیا
کیا اوج و افتخار خدا کی نظر میں ہے

راحت دلِ رسولؐ کی ہیں ملکۂ عرب
یہ بغض حاسدوں کے دلوں میں جگر میں ہے

بھرتے ہیں ہر خیال میں شانِ ادب کا رنگ
لفظوں کا حُسن خامۂ اہلِ ہنر میں ہے

پھر جبرِ اقتدار نے تڑپادیے ہیں دل
پھر آج یا علیؑ کی صدا ہر نگر میں ہے

آکر لبوں پہ مدحِ خدیجہ میں ڈھل گئی
وہ موجِ انبساط جو قلبِ ظفرؔ میں ہے

منقبت ابوطالبؑ

یہ دنیا کیا سمجھ پائے گی عرفانِ ابوطالبؑ
ہماری فکر سے بالا ہے ایمانِ ابوطالبؑ
خدیجہؑ سے پیمبرؐ کا پڑھایا عقد عمرانؑ نے
رسول اللہ نے کی ہے بیاں شانِ ابوطالبؑ
نبیؐ کی اور اُن کے دیں کی کرتے ہیں نگہبانی
خدا اس واسطے سے ہے نگہبانِ ابوطالبؑ
کوئی کچھ بھی کہے ان کا پسر ایمانِ کُل ٹھہرا
ہمیں یہ فخر ہے ہم ہیں غلامانِ ابوطالبؑ
جو اب تک بھی حصارِ شرک سے باہر نہیں نکلے
بھلا کس طرح سمجھیں گے وہ ایمانِ ابوطالبؑ
نگاہوں سے ابھی تک ایک گُل ہے جس کا پوشیدہ
بہاروں کا وہ مسکن ہے گلستانِ ابوطالبؑ
وِلا کا جام پینے کے لئے تشریف لائے ہیں
شریکِ بزم یہ سارے محبّانِ ابوطالبؑ
یقیں کے ساتھ کہتا ہے ظفرؔ یہ برسرِ محفل
مقدر کے سکندر ہیں ثنا خوانِ ابوطالبؑ

منقبت علی علیؑ بولے

جمالِ حُسنِ سراپا علیؑ علیؑ بولے
مرے خیال کی دنیا علیؑ علیؑ بولے

زمیں پہ صبح کو غنچہ علیؑ علیؑ بولے
فلک پہ شام کا تارا علیؑ علیؑ بولے

یہی نہیں کہ صحابہ علیؑ علیؑ بولے
ہمارے آپ کے مولا علیؑ علیؑ بولے

فرازِ کوہ سے آئی علیؑ علیؑ کی صدا
گزرتے وقت کا دریا علیؑ علیؑ بولے

نشانِ حیدر کرارؑ پہ نہیں موقوف
شجاعتوں کا بھی تمغہ علیؑ علیؑ بولے

مسافرانِ ولایت نواز کہتے ہیں
غبارِ کوچۂ طیبہ علیؑ علیؑ بولے

یہ سلسلہ بھی عجب ہے کہ اولیاء اللہ
جہاں گئے ہیں ہمیشہ علیؑ علیؑ بولے

ہے کون اوّل و آخر کتاب کا وارث
قرآنِ پاک کا پارہ علیؑ علیؑ بولے

کسے مدد کو پکارے کٹھن گھڑی میں کوئی
ہر ایک ادنٰی و اعلیٰ علیؑ علیؑ بولے

پڑھوں جو روضۂ اقدس پہ جب یہ نعت ظفرؔ
پلٹ کے گنبدِ خضرٰی علیؑ علیؑ بولے

قطعہ

غیبتِ کبریٰ کی ہیں منزل میں وہ
ابتدا سے ہر گھڑی ہیں دل میں وہ
ہے یقیں مجھ کو امامِ منتظرؑ
آج ہیں موجود اس محفل میں وہ

قطعہ

آگئی راس یہ شام ساقی مجھے
ہاں پلا آج بے دام ساقی مجھے
آج محفل کی رونق ہے دسویں امام
گن کے دے آج دس جام ساقی مجھے

منقبت مولا علی علیہ السلام

بے فصلِ مصطفیٰؐ سے قرابت علیؑ کی ہے
ثابت ہر ایک رخ سے فضیلت علیؑ کی ہے

دنیا اگر نہ مانے تو وہ جائے ہم کو کیا
ہم تو یہ مانتے ہیں خلافت علیؑ کی ہے

اِسکی گواہ نہجِ بلاغہ ہے آج تک
میراثِ علم تا بہ قیامت علیؑ کی ہے

وہ بدر ہو کہ خیبر و خندق کا معرکہ
عنوانِ فتح صرف شجاعت علیؑ کی ہے

دنیا کے بت کدے پہ حکومت کسی کی ہو
اقلیم دل پہ اب بھی حکومت علیؑ کی ہے

کعبہ سے ابتدا ہے تو مسجد میں اختتام
کیا خوب ابتدا و نہایت علیؑ کی ہے

دگنا ثواب ملتا ہے مجھ کو طواف میں
گھر ہے خدا کا جائے ولادت علیؑ کی ہے

اعلان کررہا ہے یہ عنوانِ ھل اتیٰ
اللہ کو پسند سخاوت علیؑ کی ہے

ڈھانے کو ظلم و جور کے ایواں خداگواہ
ہر دور میں جہاں کو ضرورت علیؑ کی ہے
ہر معرکہ میں اِس لئے رہتا ہوں فتح یاب
میری ہر ایک سانس ودیعت علیؑ کی ہے
حاصل سکونِ قلب کی دولت ہے اے ظفرؔ
اِس واسطے کے دل میں مودّت علیؑ کی ہے

قطعہ

لکھا گیا ہے کتابِ سُخن میں حُسنِ کلام
بہت حَسین ہے ترتیب حمد و نعت وسلام
کسی سے پوچھ کے دیکھو یہی بتائے گا
خدا کے بعد نبیؐ ہے نبیؐ کے بعد امامؑ

قطعہ

بندوں کے منتخب کا بھلا کیا ہو احترام
منصوص کبریا کے برابر نہیں مقام
مثلِ علیؑ، نقی کا بھی عرفان ہے محال
بالا ہے سطحِ فکرِ بشر سے ہر اِک امام

منقبت مولا علی علیہ السلام

مری وابستگی محکم ہے شہرِ علم کے در سے
مرا مرنا مرا جینا مرا سب کچھ اُسی گھر سے

نبیؐ کا ہر عمل ہے وحیِؑ ربانی کا آئینہ
ملا تاجِ ولایت بھی علیؑ کو حکمِ داور سے

"میں جسکا بھی ہوں مولا یہ علیؑ بھی اُسکا مولا ہے"
پیمبرؐ نے یہ فرمایا غدیرِ خُم کے منبر سے

نبیؐ کا جانشیں سوتا ہے تلواروں کے سائے میں
یہ تاریخی حقیقت ہے عیاں ہجرت کے بستر سے

ولی و پیر جو بھی فیض کے دریا بہاتے ہیں
وہ دریا فیض پاتے ہیں ولایت کے سمندر سے

علیؑ کی ہمسری کے شوق میں اہلِ سقیفہ نے
خلافت چھین لی لیکن امامت کے لئے ترسے

مورخ کتنے ہی لفظوں کے پردے ڈال دے لیکن
عیاں کرتی ہے خود تاریخ پس منظر کو منظر سے

غمِ دنیا سے ہرگز وہ کبھی گھبرا نہیں سکتے
مودت قلب میں رکھتے ہیں جو آلِ پیمبرؐ سے

منقبت مولا علی علیہ السلام

کیا بھلا ہوگا کوئی نفسِ پیمبرؐ کی طرح
آج تک جب ہو نہ پایا کوئی قنبرؓ کی طرح

بدر ہو یا خندق و خیبر اُحد کا معرکہ
بس علیؑ تنہا نظر آئے ہیں لشکر کی طرح

اجتماعِ پنجتنؑ کا مرکزی کردار ہیں
کوئی صدیقہ نہیں بنتِ پیمبرؐ کی طرح

سرفرازی چومتی ہے اُن کے قدموں کو سدا
زر پرستوں کو جو ٹھکرا دیں ابوذرؓ کی طرح

ہم محبانِ علیؑ اُن سب کو دے دیں گے شکست
آج خود سر جو بنے بیٹھے ہیں خیبر کی طرح

بعدِ پیغمبرؐ جو اہلبیتؑ کے دشمن ہوئے
قلب میں انسانیت کے ہیں وہ خنجر کی طرح

صدق دل سے جو درِ شبیرؑ تک آجائے گا
سربلندی پائے گا حرؑ کے مقدر کی طرح

مسکراہٹ بے زباں کی تھی جہادِ چشم و دل
فوجِ اعدا کے مقابل عزمِ حیدرؑ کی طرح

منقبت مولا علی علیہ السلام

فرش سے تا عرش جو یہ بارش انوار ہے
چودہ معصومینؑ کے صدقے میں یہ سرکار ہے
یہ نبیؐ کا قول ہے "حق اور علیؑ ہیں ساتھ ساتھ"
ہر زمانے میں یہی پیمانہ و معیار ہے
اول و اوسط کو آخر کو ملا کر دیکھ لو
اس گھرانے میں سبھی کا ایک ہی کردار ہے
اپنی فطرت کو بدل سکتا نہیں پہلو میں بھی
صحبتِ گُل میں ہے لیکن خار تو پھر خار ہے
بغض و نفرت میں بجھائی زہر کی تیغوں کے ساتھ
آج تک ہم سے منافق برسرِ پیکار ہے
دار پر بھی جو فضائل مولاؑ کے پڑھتا رہا
ایسا اِک ذاکر جہاں میں میثم تمار ہے
جنگ میں خیبر کی یہ بھی آشکارا ہوگیا
جب پڑھی نادِ علیؑ مشکل میں بیڑا پار ہوگیا
ہم ثقیفائی سیاست سے بہت رہتے ہیں دُور
بعدِ پیغمبرؐ خلافت کا علیؑ حقدار ہے

نعرۂ مظلومیت ہے یا حسینؑ ابنِ علیؑ
ظالموں اور ظلم سے نفرت کا یہ اظہار ہے
ظلمتِ شب ختم ہوجائے گی آخر ایک دن
آمدِ مہدیؑ کی ساعت ہی سحر آثار ہے
دستِ حیدرؑ میں رہی باطل سے ہر اِک جنگ میں
اب امامِ وقت کے ہاتھوں میں وہ تلوار ہے
مُنتظرؑ کی یاد سے ہم تو کبھی غافل نہیں
منتظرِ جو ہے امامِ عصرؑ کا بیدار ہے
بابِ شہرِ علم کی توصیف کرتا ہے ظفرؔ
اِس کو اپنا قد بڑھانا اصل میں درکار ہے

قطعہ

ابنِ عبدالمطلب کی منفرد پہچان بھی
ہیں یقیناً وہ ابوطالبؑ مگر عمرانؑ بھی
ان کو نسبت ہے محمد مصطفٰیؐ سے اس طرح
وہ چچا بھی اور ولی بھی صاحبِ ایمان بھی

منقبت مولا علی علیہ السلام

گلستانِ مدحت میں پھول جو کھلاتے ہیں
حلقۂ مودّت میں خوش نصیب آتے ہیں

حُبِ آلِ پیغمبرؐ کا سُرور ہے جس میں
محفلِ وِلا میں ہم جام وہ پلاتے ہیں

اب بھی وقت ہے اپنا خود محاسبہ کر لے
اس لئے منافق کو آئینہ دکھاتے ہیں

حق کا ساتھ دیتے ہیں حق پسند ہیں ہم لوگ
بے ضمیر لوگوں پر بجلیاں گراتے ہیں

جس کے ہو نگاہوں میں اہلبیتؑ کی سیرت
بس وہی زمانے میں انقلاب لاتے ہیں

آج برملا ہوگی کاذبین پر لعنت
حکمِ رب سے میداں میں صادقین آتے ہیں

صدقِ دل سے آتے ہیں جو حسینؑ کے در پر
مثلِ حُرؑ مقدر کو اپنے وہ جگاتے ہیں

ہوتی ہے عطا جو بھی شہرِ علم کے در سے
منقبت سرِ محفل وہ ظفرؔ سناتے ہیں

منقبت مولا علی علیہ السلام

ازل سے حسبِ مراتب سبھی کا کام لکھا
خدا نے نصرتِ دیں کو علیؑ کا نام لکھا

دُرود آلِ نبیؐ پر تھی فرض سو ہم نے
پڑھا دُرود پھر اللہ کا کلام لکھا

یہ سارے وصف ہیں حیدرؑ میں اس لئے میں نے
اِنہیں امیر، خلیفہ، ولی، امام لکھا

علیؑ نے تابہ شہادت قیامِ حق کے سوا
نہ دشمنی ، نہ عداوت، نہ انتقام لکھا

نبیؐ و آلِ نبیؐ سے رہے جو وابستہ
اُنہیں سلامِ عقیدت با احترام لکھا

تھا مصطفیٰؐ کی نیابت کا مرحلہ در پیش
قلم نے سجدہ کیا جب علیؑ کا نام لکھا

علیؑ ولیِ خدا ، جانشینِ پیغمبرؐ
ہر اِک لمحہ پڑھا اور صبح و شام لکھا

مئے وِلائے علیؑ ہم نے پی سرِ محفل
منافقین کو اس رخ سے تشنہ کام لکھا

منقبت مولا علی علیہ السلام

بے شک بہ فیضِ ختمِ رسل آئی روشنی
مولائے کائنات نے پھیلائی روشنی

جس نور سے رسولؐ اُسی نور سے علیؑ
دونوں جہاں میں لائے ہیں دو بھائی روشنی

لب پر سجے وہ نام تو مشکل کشا بنے
آنکھوں میں ہو تو بخش دے بینائی روشنی

نکلی جو ذوالفقار سے ٹھہری نہ راہ میں
دیوار و در سے بام سے ٹکرائی روشنی

سورج بنا ہے نورِ امامت خدا گواہ
جب بھی جہاں میں دہر میں کجلائی روشنی

چمکا وہ کائنات میں خورشید کی طرح
جس نے چراغِ آلؑ سے کچھ پائی روشنی

مولودِ کعبہ ہی نہیں باقی بھی سب امام
عمرانؑ کے گھرانے کی رعنائی روشنی

ذکرِ علیؑ ہے لب پہ کہ میرے لئے ظفرؔ
بام و درِ نجف سے شناسائی روشنی

منقبت مولا علی علیہ السلام

منقبت لکھتا ہوں جب بھی حیدرِ کرارؑ کی
قلب پر ہوتی ہیں میرے بارشیں انوار کی

آج بھی کرتے ہیں اعلانِ ولایت برملا
ہم علیؑ والوں میں جرات دیکھ لو اظہار کی

اُلفتِ حیدرؑ میں کچھ بھی ڈر نہیں ہے جان کا
یہ ادا بھائی ہے دل کو میثمِ تمارؑ کی

دیکھئے تاریخ معیارِ فضیلت کے لئے
بات ہے ایمان کی ایقان کی کردار کی

آخری وارث علیؑ کا عنقریب آجائے گا
اب زمانہ بات سمجھے گا فقط تلوار کی

باغِ معصومینؑ سے لایا گُلِ مدحت ظفرؔ
خوشبو یوں پھیلی ہے محفل میں ترے اشعار کی

maablib.org

منقبت مولا علی علیہ السلام

علیؑ ابن ابیطالبؑ کا یہ جشنِ ولادت ہے
نیابت میں نبیؐ کے اِن سے آغازِ امامت ہے
مودّت مصطفیٰؐ کی آلؑ سے اجرِ رسالت ہے
خدا کا شکر کہ ہم سب کو حاصل یہ سعادت ہے
عبادت اُس کی خود کس شان کی ہوگی خدا جانے
وہ جس کا ذکر کرنا اور سننا بھی عبادت ہے
ابوطالبؑ اور ان کی آلؑ سے جو بغض رکھتے ہیں
محبانِ علیؑ کو ایسے انسانوں سے نفرت ہے
وہ شہرِ علم کیا دیکھیں گے جو در تک نہیں پہنچے
اُنہی لوگوں کی قسمت میں جہالت تھی جہالت ہے
نصاریٰ اور یزیدی آج بھی ہیں امن کے دشمن
نفاق و بغض کا ان کے گلے میں طوقِ لعنت ہے
ظفرؔ مولا علیؑ کی منقبت پڑھ کر سرِ محفل
میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ قرآں کی تلاوت ہے

منقبت مولا علی علیہ السلام

علیؑ کی فضیلت بیاں ہو رہی ہے
سرِ بزم وردِ زباں ہو رہی ہے

فضاؤں میں خیر العمل کی صدائیں
نمازِ ولا کی اذاں ہو رہی ہے

کجاوں کا منبر بنا تھا جہاں پر
وہاں کی زمیں آسماں ہو رہی ہے

یہ جشنِ غدیری کی رونق ہر اِک سو
منافق کے دل پر گراں ہو رہی ہے

نمازِ مودت، پیمبرؐ کی سنت
ہر اہلِ وِلا پر عیاں ہو رہی ہے

خدا جس کو محبوب رکھتا ہے اپنا
اُسی پر یہ قربان جاں ہو رہی ہے

نمونہ ہے آلِ پیمبرؐ کی سیرت
یہ راہِ عمل ضو فشاں ہو رہی ہے

درِ علم سے یہ عنایاتِ پیہم
قلم پر مرے مہرباں ہو رہی ہے

علیؑ والے ہیں یوں ہمیشہ سے ہم پر
ردائے دعا سائباں ہورہی ہے
زمانے میں ہر سُو خوشی کا ہے منظر
ضعیفی خوشی سے جواں ہورہی ہے
نہیں جس کو حاصل علیؑ کا وسیلہ
عبادت وہ سب رائیگاں ہورہی ہے
جگہ کاش مولا کے قدموں میں پاؤں
یہ حسرت مری حرزِ جاں ہورہی ہے
مرے باپ ماں نے دکھائی جو مجھ کو
وہی آج منزل نشاں ہورہی ہے
عجب کیفیت ہے مرے ذہن و دل کی
کہ سعئ سخن ترجماں ہورہی ہے
غموں کے بھنور میں پھنسی ہے جو کشتی
علیؑ کے کرم سے رواں ہورہی ہے
ظفرؔ عابدی یہ ہے صدقہ رثا کا
ادب کی فزوں کہکشاں ہورہی ہے

منقبت مولا علی علیہ السلام

جز علیؑ بعدِ نبیؐ بے مثل و یکتا کون ہے
اِک علیؑ کے ماسوا مولودِ کعبہ کون ہے
مسکرا کر شق ہوئی دیوار کس کے واسطے
جس نے چیرہ کلہ اژدر وہ بچہ کون ہے
اہلِ ایماں جانتے تھے جانتے ہیں آج بھی
جس کو احمدؐ نے کہا مولا وہ مولا کون ہے
معتبر جس کی روایت مستند جس کی حدیث
آسمانِ علم کا روشن ستارا کون ہے
لافتیٰ الاّ علیؑ لاسیف الاّ ذوالفقار
جس کی جانب ہے اشارہ وہ حوالہ کون ہے
مرضئ رب جو خریدے جان اپنی بیچ کر
بسترِ ہجرت سے پوچھو ایسا بندہ کون ہے
حکمِ رب سے جب فنا ہو جائے گی سب کائنات
جو فنا سے ماورا ہوگا وہ چہرہ کون ہے
ہیں صحابہ سب ہی اچھے مان لیتے ہیں مگر
اِن سبھی اچھوں میں لیکن سب سے اچھا کون ہے

تیرہویں ماہِ رجب کو وہ عرب ہو یا عجم
ساری دنیا جانتی ہے آنے والا کون ہے

صاحبِ ایماں محافظ محسنِ انسانیت
مصطفیٰؐ اور مرتضیٰؑ کو جس نے پالا کون ہے

جنگِ خیبر خندق و احزاب یا کہ بدر ہو
نصرتِ دین خدا کا ستعارہ کون ہے

جو مدینے کی زیارت کا شرف چاہے اُسے
چاہیئے معلوم ہو بابِ مدینہ کون ہے

وارثِ قرآنِ ناطق شارحِ اُم الکتاب
فکر کو مہمیز دے بتلائے دنیا کون ہے

خانۂ کعبہ بتائے مسجدِ کوفہ کہے
بندگی کو ناز ہے جس پر وہ بندہ کون ہے

اے شبِ ہجرت بتا تو ہی کے تلواروں کے بیچ
بسترِ احمدؐ پہ جو بے خوف سویا کون ہے

جو طلب سے بھی سوا سائل کو کرتے ہیں عطا
مثلِ آلِ مصطفیٰؐ عالم میں ایسا کون ہے

''فاطمہؑ میری بضاعت ہے'' یہ ہے قولِ رسولؐ
وارثِ باغِ فدک ان کے علاوہ کون ہے

مظہر اوصافِ حق نفسِ پیمبرؐ اور ولی
اے خدا تو ہی بتادے ایسا بندہ کون ہے

اے ظفرؔ پیتے ہیں اہلِ ظرف ہی جامِ ولا
ساقیٔ کوثر کی اس محفل میں پیاسا کون ہے

ہر فضیلت کے حوالے سے سرِ عظمت ظفرؔ
آج تک تاریخ میں ہے جس کا چرچا کون ہے

قطعہ

حق آشنا مزاج تھے پہچانتے تھے آپ
دنیا تو بے خبر تھی مگر جانتے تھے آپ
کہتا ہے برملا ابوطالبؑ کا ہر عمل
طفلی میں بھی نبیؐ کو نبیؐ مانتے تھے آپ

قطعہ

حریف گردشِ دوراں بہت ہیں
سکونِ قلب کے ساماں بہت علیؑ ہے
نجف کرب و بلا مشہد مدینہ
ہمارے درد کے درماں بہت ہیں

منقبت مولا علی علیہ السلام

مخلوق بے شمار ہیں لیکن خدا ہے ایک
حاجت روا بہت سے ہیں مشکل کشاء ہے ایک

ازروئے شرع وارث و حقدار ہے وہی
بچہ خدا کے گھر میں جو پیدا ہوا ہے ایک

منزل ہو شہرِ علم تو جانا نجف ضرور
منقول یہ بھی ہے کہ درِ مصطفیٰؐ ہے ایک

قرآں ہو یا حدیث کہ خطباتِ مرتضیٰؑ
رنگِ بیاں جدا ہے مگر مدعا ہے ایک

بزمِ رسولؐ سب کے لئے ہے بلاشبہ
لیکن یہ اور بات کہ رمز آشنا ہے ایک

جو ساتھ ہے رسولؐ کے اس کو ہے اضطراب
اور بسترِ رسولؐ پہ سویا ہوا ہے ایک

کہنے کو سورماؤں کی فہرست ہے طویل
لیکن خدا گواہ کہ شیرِ خدا ہے ایک

ثابت یہ ہوچکا ہے زبانِ رسولؐ سے
نادِ علیؑ ندا ہی نہیں یہ دعا ہے ایک

مولا وہی امام وہی ایلیا وہی
دل کا یہ فیصلہ ہے علیؑ معجزہ ہے ایک
ثابت ہوا ہے ظفرؔ یہ حدیثِ رسولؐ سے
حیدرؑ کا نور، نورِ رسولِ خداؐ ہے ایک

قطعات

عجیب عالم ہے وجد کا سا ظفرؔ بھی کچھ گنگنا رہے ہیں
سماعتوں کو لہک لہک کر کلام اپنا سنا رہے ہیں
شریکِ محفل نے مسکرا کر سبب جو پوچھا تو ہنس کے بولے
امامِ اوّل کی تاجپوشی کا جشن مومن منا رہے ہیں

(۲)

ہر آن حفاظت کو حاضر ہیں ابوطالبؑ
بارش کی دعا سے بھی ظاہر ہیں ابوطالبؑ
ہے تلخ بہت لیکن سچ بات نہ کہہ دوں میں
کافر یہ سمجھتے ہیں کافر ہیں ابوطالبؑ

منقبت مولا علی علیہ السلام

جو اپنے حُسنِ عمل کا حساب رکھتے ہیں
کب اپنے دل میں کوئی اضطراب رکھتے ہیں

وہیں سے فیض کا چشمہ اُبلنے لگتا ہے
زمیں پہ پاؤں جہاں بوتراب رکھتے ہیں

جہادِ نفس ہو یا جنگ نصرتِ دیں میں
علیؑ ہر ایک قدم کامیاب رکھتے ہیں

نبیؐ سے مل نہ سکیں گے وہ حوضِ کوثر پر
بغیر آلؑ جو اُم الکتاب رکھتے ہیں

ملا ہے جو ہمیں عمرانؑ کے گھرانے سے
کتابِ زیست میں ہم وہ نصاب رکھتے ہیں

علیؑ علیؑ کی صدائیں لگانے والے لوگ
لبوں پہ اپنے سجا کر ثواب رکھتے ہیں

اُنہیں طلب نہیں القاب اور ستائش کی
جو عشقِ آلِؑ رسالت مآبؐ رکھتے ہیں

گدائی کرتے ہیں جو شہرِ علم کے در کی
ہر اِک سوال کا محکم جواب رکھتے ہیں

ہیں بعدِ ختمِ نبوت ہمارے بارہ امام
ہم اپنے راہنما لاجواب رکھتے ہیں

مدینہ و نجف و کربلا و مشہد کا
ہم اپنی جاگتی آنکھوں میں خواب رکھتے ہیں

لہو کی طرح رگوں میں جہاں ہو حُبِ علیؑ
وہ ناتوانی میں عزمِ شباب رکھتے ہیں

کرے گا کیا ہمیں بے خود یہ نشۂ دنیا
کہ ہم ولائے علیؑ کی شراب رکھتے ہیں

جو لوگ اجرِ رسالت ادا نہیں کرتے
وہ زندگی کو رہینِ عذاب رکھتے ہیں

یہ امتیاز ہے اپنا ظفرؔ زمانے میں
عدوئے آلؑ سے ہم اجتناب رکھتے ہیں

قطعہ

راہ دکھلا رہی ہے انساں کو
روشنی دے گی ہر مسلماں کو
تاجپوشی امامِ اوّل کی
ہو مبارک سب اہلِ ایماں کو

منقبت مولا علی علیہ السلام

کرتا ہے مرے ساتھ ادا حقِ وفا کون
ہاں نعرۂ حیدرؑ کی لگاتا ہے صدا کون

تاریخ سے پوچھو ابوطالبؑ کے علاوہ
اسلام کے بانی کا نگہبان ہوا کون

خالق کا ولی نفسِ نبیؐ کعبہ کا مولود
پھر ان کے سوا اور ہے افضل بخدا کون

بستر پہ پیمبرؐ کے بتا اے شبِ ہجرت
کفار کے نرغے میں پیمبرؐ سا ہوا کون

خیرات بھی ہوجائے عبادت بھی نہ ہو قطع
یوں کرتا ہے انگشتری سائل کو عطا کون

نسلوں پہ نظر ڈال کے جو تیغ چلائے
اس طرح سے میدان میں کرتا ہے وغا کون

وابستگی محکم ہے مری علم کے در سے
رکھے گا اندھیرے سے تعلق ہی بھلا کون

کیا آیۂ تطہیر سے انکار ہے ممکن
کرسکتا ہے قرآن سے عترت کو جدا کون

قربیٰ کے تعیّن میں جہاں پر ہو تامل
کرسکتا ہے واں اجرِ رسالت کو ادا کون

ہیں فاطمہؑ اور ان کے پدر شوہر و فرزند
تطہیر کی چادر میں بجز ان کے گیا کون

آلِ ابوطالبؑ ہے امامت کا تسلسل
تقلید کا مرکز ہے بتا ان کے سوا کون

ہم فاطمہؑ زہرا کی دعاؤں کا ثمر ہیں
ہم لوگوں کو دنیا سے مٹائے گا بھلا کون

رہ جاتے ہیں حجاج زیارت سے بھی محروم
دیوار کے اُس در کو چھپاتا ہے بتا کون

خالق کے جو اوصافِ حمیدہ کا ہو حامل
جز مولا علیؑ ایسا ہے اعجاز نما کون

ہم نے بھی ظفرؔ مدح میں اشعار کہے ہیں
یہ وقت بتائے گا ظفریاب رہا کون

maablib.org

منقبت مولا علی علیہ السلام

پہلے بھائی پھر وصی اور آج سے مولا علیؑ
رفعِ شر کے واسطے یہ بھی کہا ھذا علیؑ
دوسرا چھوٹا بڑا کوئی نہیں تھا مان لیں
ذوالعشیرہ میں اُٹھے تصدیق کو تنہا علیؑ

جاہ و منصب سے گریزاں بے رخی سے بے نیاز
نصرتِ دیں پر رہے تا عمر آمادہ علیؑ
روشنی غالب رہی بادل پشیماں ہو گئے
ایسی آب و تاب سے اذہان پر چمکا علیؑ

بعدِ ختم المرسلیں شادابیٔ دیں کے لئے
ابرِ رحمت کی طرح تا زندگی برسا علیؑ
دوسرا ایسا جواں ڈھونڈے سے مل سکتا نہیں
یہ حدیثِ مستند ہے "لافتیٰ الا علیؑ"

ہم جہادِ زندگی میں کامیاب و کامران
فتح کا نعرہ ہمارا ہر قدم پر یا علیؑ
کتنی بارونق ظفر ہے محفلِ عیدِ غدیر
شمعِ محفل ہیں محمدؐ اور پروانہ علیؑ

منقبت مولا علی علیہ السلام

جشن ہے مولودِ کعبہ معنوی قرآن کا
سرخرو جس کے لہو سے ہے شجر ایمان کا

خود بنے در آنے والے کے لئے دیوار میں
یوں بھی استقبال ہوتا ہے کسی مہمان کا

خوش بہت ہیں آج پیغمبرؐ ملا اِک ہمنوا
اور اِک اترا ہے پارہ بولتے قرآن کا

کیوں نہ سو جائیں شبِ ہجرت وہ زد پر تیغ کی
جب ہو ضامن ربِ کعبہ خود علیؑ کی جان کا

جانشینِ مصطفےٰؐ؛ مشکل کشاء مولائے کُل
آستاں پر ان کے سر جھکتا ہے ہر سلطان کا

کتنے غازی سر اُٹھائے تھے اُحد کی جنگ میں
بس علیؑ تنہا رہے جب رن پڑا گھسان کا

پی رہے ہیں ساقیٔ کوثر سے ہم جامِ ولا
ذہن میں نقشہ غدیرِ خُم کے ہے میدان کا

آفتابِ دیں پیمبرؐ بدر کامل ہیں علیؑ
دونوں عالم میں نہیں کوئی بھی ان کی شان کا

ہم ہوا کے دوش پر رکھ کر جلاتے ہیں چراغ
یا علیؑ کہہ کر بدل دیتے ہیں رخ طوفان کا

وہ امئ شافعِ محشر پسر عمرانؑ کا
بابِ اول دین کا پہلا سبق ایمان کا

کل قرآں بائے بسم اللہ کے نقطے میں ہے
اور وہ نقطہ ہے علیؑ مفہوم کل قرآن کا

عالمِ اسلام میں جس کی نہیں کوئی نظیر
دہر میں اک معجزہ ہے انقلابِ ایران کا

بابِ خیبر ہاتھ میں اے کاش میں بھی دیکھتا
اپنی خلقت میں مگر بس کیا چلے انسان کا

نطقِ انساں اور نطقِ کبریا پہ تبصرہ
کیا کہوں میں ذکر ہو گر بولتے قرآن کا

جب تلک اسلام ہے باقی رہے گا اے ظفرؔ
ذکر حیدرؑ کا اور اس کی آلؑ کے احسان کا

منقبت مولا علی علیہ السلام

مدح حیدرؑ کا قلم جبرئیلؑ کا پَر ہوگیا
روشنائی کے لئے کوزہ سمندر ہوگیا
ظلمتوں کا در بدر ہونا مقدر ہوگیا
جلوۂ نورِ علیؑ سے گھر منور ہوگیا

غیب سے آئی ندا بنتِ اسدؑ آجایئے
کعبے کی دیوار میں پیدا نیا در ہوگیا
یہ علیؑ ہے اس کا مولا جس کا بھی مولا ہوں میں
خُم کے میداں میں یہ اعلانِ پیمبرؐ ہوگیا

اس تواتر سے نبیؐ نے کی علیؑ کی مدحتیں
ذکرِ حیدرؑ زینتِ محراب و منبر ہوگیا
جو نبیؐ کی آلؑ اور قرآں سے وابستہ رہا
کوئی میثمؒ کوئی سلمانؓ کوئی بوذرؓ ہوگیا

جو رموزِ شاعری سے بھی نہیں واقف ظفرؔ
وقت کے ماحول میں وہ بھی سخنور ہوگیا

منقبت مولا علی علیہ السلام

کُھلا ہے آج نیا اک باب کعبہ میں
خدا نے بھیجی ہے ناطق کتاب کعبہ میں
ہوئے ہیں جلوہ نما بوتراب کعبہ میں
ہر ایک ذرہ ہے آج آفتاب کعبہ میں

خدا گواہ کہ فتحِ مبیں سے پہلے تک
مقیم تھے کئی خانہ خراب کعبہ میں
علیؑ بحکمِ خدا ہیں ولیِؑ ربِ جلیل
کہاں ہوا تھا کوئی انتخاب کعبہ میں

"علیؑ کی جائے ولادت ہے" پوچھ کر دیکھیں
ملے گا سب کو یہی اک جواب "کعبہ میں"
چلے چلو کہ عقیدہ یہی ہے مومن کا
ہے زائرینِ نجف کا ثواب کعبہ میں

جو پنجتنؑ کے وسیلے سے کی گئی ہو ظفرؔ
دعائیں ہوں گی وہی مستجاب کعبہ میں

منقبت مولا علی علیہ السلام

علیؑ کی مدح کرتے ہیں علیؑ سے پیار کرتے ہیں
سنا کر منقبت محفل کو ہم گلزار کرتے ہیں

حقیقت میں یہی ہیں محسنِ اسلام و پیغمبرؐ
ابوطالبؑ کے ایماں کا جو ہم پرچار کرتے ہیں

نبیؐ نے برسرِ منبر کہا "ھذا علیؑ مولا"
سند کافی ہے اتنی اس لئے اقرار کرتے ہیں

نبوت سے امامت متصل ہے تا ابد لیکن
سمجھتے کیوں نہیں کچھ لوگ کیوں تکرار کرتے ہیں

ولایت تو علیؑ کی جزو ایمانِ مفصّل ہے
کوئی پوچھے نہ پوچھے برملا اظہار کرتے ہیں

علیؑ کے روبرو شیرِ خدا مشکل کشاء کہہ کر
منافق سازشیں جا کر پسِ دیوار کرتے ہیں

یہ شانِ بوترابی ربِ کعبہ کی ودیعت ہے
زمیں سے آسمانِ ہفت کا دیدار کرتے ہیں

علیؑ کو بر بنائے بغض و کینہ جو برا سمجھے
ہم ایسے شخص کو رسوا سرِ بازار کرتے ہیں

کچھ ایسے صاحبانِ علم ہیں نادِ علیؑ پڑھ کر
ہوا کے دوش پر اُڑتے ہیں دریا پار کرتے ہیں
علیؑ مولا کے نعرہ میں ہے یہ بھی رمز پوشیدہ
زمانہ سو رہا ہے ہم اُسے بیدار کرتے ہیں
فقیہِ شہرِ علم و آگہی کا ہر عمل جائز
کسی سے صلح کرتے ہیں کہیں پیکار کرتے ہیں
علیؑ کی حکمت و حقانیت سے جو نہیں واقف
زمانے کو وہی اسلام سے بیزار کرتے ہیں
علیؑ مرتضیٰؑ بابِ محمدؐ مصطفےٰؐ ٹھہرے
ظفرؔ کس میں یہ جرات ہے کہ انکار کرتے ہیں

قطعہ

علیؑ کے ذکر کے صدقے میں یہ اعزاز پایا ہے
خدا کا شکر مداحوں میں میرا نام آیا ہے
مرے ماں باپ کو ملتی رہے اِس کی جزا یارب
مرے بچپن ہی سے مجھ کو جو مولائی بنایا ہے

منقبت مولا علی علیہ السلام

نہاں نورِ صداقت ہے ولایت میں
ہدایت ہی ہدایت ہے ولایت میں
نبوت ختم، ختم المرسلینؐ پر ہے
امامت تا قیامت ہے ولایت میں
ولی کی شانِ عظمت یوں سمجھ لیجئے
نبوت کی وراثت ہے ولایت میں
فضاؤں سے اُحد کی پوچھ لے دنیا
نبوت کی حفاظت ہے ولایت میں
وہ مرحب ہو کہ عنتر کون بچ سکتا
ید اللہی شجاعت ہے ولایت میں
جو ٹھہری تا ابد افضل عبادت سے
نہاں ایسی بھی ضربت ہے ولایت میں
درِ خیبر اُکھاڑا ایک جنبش میں
انوکھی یہ کرامت ہے ولایت میں
نمازی نے انگوٹھی دی تھی سائل کو
یہ اندازِ سخاوت ہے ولایت میں

ہمیں جمہوریت کیا راس آئے گی
ہماری تو شریعت ہے ولایت میں
خدا کا حکم "بلّغ" تھا ہوا پورا
کسی کو کیوں شکایت ہے ولایت میں
ظفرؔ عیدِ غدیرِ خُم مبارک ہو
علیؑ کی بادشاہت ہے ولایت میں

قطعات

اشکوں سے لکھ رہا ہوں عریضہ امام کو
دیدار کی طلب ہے بہت تشنہ کام کو
حسرت دلِ ظفر میں ہے بس آخری یہی
روضے پہ اپنے جد کے بلالیں غلام کو

(۲)

یارب نفاق و شرک سے نفرت نصیب ہو
بس آلِ مصطفٰےؐ کی مودّت نصیب ہو
کیونکر ملیں نہ اُس کو ظفریابیاں ظفرؔ
جس کو نگاہ و دل کی طہارت نصیب ہو

منقبت مولا علی علیہ السلام

کلی نے لب کشائی کی علیؑ مولا علیؑ مولا
صبا کہتی ہوئی گذری علیؑ مولا علیؑ مولا

طبیعت گُل فشانی کر رہی ہے باغ ہستی میں
اُڑھا کر اوڑھنی دھانی علیؑ مولا علیؑ مولا

ملے گی مے کی لذت آج کچھ موسم ہی ایسا ہے
پلادے ساقیا پانی علیؑ مولا علیؑ مولا

امامت اور ولایت ایک ہی پیکر کے دو رُخ ہیں
مثالی ہے تری ہستی علیؑ مولا علیؑ مولا

کہی تھی جو پیمبرؐ نے غدیرِ خم کی منزل پر
یہاں تک بات وہ پہنچی علیؑ مولا علیؑ مولا

رسولِ پاکؐ سے بڑھ کر سند کیا اور ہے کوئی
کہے پھر کیوں نہ ہر حاجی علیؑ مولا علیؑ مولا

کہا تھا برسرِ منبر سنا تھا ساری دنیا نے
زمانے میں صدا گونجی علیؑ مولا علیؑ مولا

الٰہی اہلِ محفل پر کرم ہو اس کے صدقے میں
یہاں پر سب ہیں مولائی علیؑ مولا علیؑ مولا

ہمارا جزوِ ایماں ہے کہیں گے ہاں کہیں گے ہم
نہ مانیں گے زباں بندی علیؑ مولا علیؑ مولا

منور ہے خیالوں میں نجف اور گنبدِ خضریٰ
یہ محفل ہوگئی نوری علیؑ مولا علیؑ مولا

زمیں پر اھلِ ایماں اور ملائک آسمانوں میں
سنیں یہ منقبت میری علیؑ مولا علیؑ مولا

ظفرؔ محسوس ہوتا ہے ہمارے درمیاں ہیں وہ
امامِ دوجہاں یعنی علیؑ مولا علیؑ مولا

قطعہ

مومنوں پہ سُرور طاری ہے
اور لبوں پر دُرود جاری ہے
تاجپوشی امام اوّل کی
اے ظفرؔ عید یہ ہماری ہے

maablib.org

منقبت مولا علی علیہ السلام

سرِ محفل مرا عنواں محمدؐ سے محمدؐ تک
کہ سب ہیں بولتے قرآں محمدؐ سے محمدؐ تک

ہر اک ایمان والے پر اطاعت ہے فرض انکی
بحکم خالقِ یزداں محمدؐ سے محمدؐ تک

بنا کر چودہ تصویریں مصور خود پہ ہے نازاں
کمالِ خلقِ انس و جاں محمدؐ سے محمدؐ تک

ملا کر دیکھ لو اول سے اوسط اور آخر کو
سبھی سیرت میں ہیں یکساں محمدؐ سے محمدؐ تک

مسیحا کی مسیحائی کے ہم منکر نہیں لیکن
ہمارے درد کے درماں محمدؐ سے محمدؐ تک

مجھے تسنیم و کوثر باغ جنت مل گئے گویا
مرا سرمایۂ ایماں محمدؐ سے محمدؐ تک

حقیقت منکشف یہ ہے کہ انوارِ مقدس ہیں
نظر آتے جو ہیں انساں محمدؐ سے محمدؐ تک

گلستانِ عقیدت کو سدا مہکائے رکھتے ہیں
ہمارے سنبل و ریحاں محمدؐ سے محمدؐ تک

ہر اک لمحہ عبادت میں ہے گذرا حکمِ قراں سے
دل مومن میں ہیں مہماں محمدؐ سے محمدؐ تک
ظفرؔ دونوں جہاں کی مشکلوں کا غم نہیں مجھ کو
کریں گے مشکلیں آساں محمدؐ سے محمدؐ تک

قطعہ

ساری خلقت منتظر مہدیؑ کی ہے
بات اب شام و سحر مہدیؑ کی ہے
مومنو نصرت کی تیاری کرو
جلد آنے کی خبر مہدیؑ کی ہے

قطعہ

شاخِ شجرِ زیست پہ شاداب رہیں
دنیائے اُفق پر بن کے مہتاب رہیں
اللہ کرے منزلِ راہِ حق میں
ہر گام عزادار ظفریاب رہیں

منقبت مولا علی علیہ السلام

اہلِ نظر کی منزلِ عرفان ہے علیؑ
ہر دور کے امام کی پہچان ہے علیؑ

وہ منزلِ جہاد ہو یا حلقۂ بلاغ
ہر معرکہ کی روحِ رواں جان ہے علیؑ

اپنے تو اپنے غیر بھی ہوتے ہیں فیض یاب
سچ تو یہ ہے کہ چشمۂ فیضان ہے علیؑ

یہ تو شریکِ بانئ دینِ الٰہ ہے
ایمانِ کُل جو ہے وہ مسلمان ہے علیؑ

منزل جو خود تراشے وہ رہبر عطا کیا
کونین پر رسولؐ کا احسان ہے علیؑ

انساں تو ہے مگر حدِ ادراک سے بلند
ہے کبریا صفات وہ انسان ہے علیؑ

مولیٰ کے لفظ میں ہے یہ مفہوم بھی نہاں
بعد از رسول وارثِ قرآن ہے علیؑ

اس کے کہے ہوئے پہ کہو کچھ عمل کیا
کہہ تو رہے ہو بولتا قرآن ہے علیؑ

منقبت مولا علی علیہ السلام

کہکشاں بزمِ ولا کی ہے منوّر دیکھیے
فرشِ محفل پہ درخشاں ماہ و اختر دیکھیے
حشر تک قائم رہے یہ محفلوں کا سلسلہ
نذرِ مولا پیش کرتے ہیں سخنور دیکھیے

ابتدا سے آج تک ٹوٹا نہیں ہے سلسلہ
بعدِ ختم المرسلیں بارہ ہیں رہبر دیکھیے
بائے بسم اللہ کا نقطہ ہے مولودِ حرم
کیسے قطرہ میں سماتا ہے سمندر دیکھیے

سامنے نظروں کے آئے گی صراطِ مستقیم
آلؑ اور قرآن کو باہم ملا کر دیکھیے
میرے مولا کے فضائل کیا کوئی لکھ پایگا
کیا ہے گہرائی سمندر میں اُتر کر دیکھیے

شرط ہے آلِ پیمبرؐ کی غلامی کے لئے
پہلے سوئے میثمؒ و سلمانؓ و قنبرؓ دیکھیے
کررہا ہوں برسرِ منبر ثنائے اہلبیتؑ
ایسے ہوتے ہیں مقدر کے سکندر دیکھیے

منقبت مولا علی علیہ السلام

ذکرِ حیدرؑ کا منافق پہ گراں ہوتا ہے
قلبِ مومن کے لئے راحتِ جاں ہوتا ہے
حکمِ قرآن سے جھوٹوں پہ تبرّا کرنے
کارواں حق و صداقت کا رواں ہوتا ہے
جن کے دل میں نہیں ایمان ہوا ہے داخل
اُن کو بھی خلد میں جانے کا گماں ہوتا ہے
عدل کے ساتھ عدالت پہ ہے اپنا ایماں
ظلم ہر سُو رخِ باطل سے عیاں ہوتا ہے
ہم علیؑ والے ہیں کچھ خوف نہیں کھاسکتے
نعرۂ حیدری سے عزم جواں ہوتا ہے
صدق دل سے جو اُٹھالیتا ہے غازی کا علَم
وہ وفاداری میں عظمت کا نشاں ہوتا ہے
ذکرِ مظلومیٔ شبیرؑ کی ہر مجلس میں
عظمتِ آلِ پیمبرؐ کا بیاں ہوتا ہے
اے ظفرؔ اہلِ جہاں کے لئے پیغام ہے یہ
ذکرِ شبّرؑ کے سبب امن و اماں ہوتا ہے

منقبت مولا علی علیہ السلام

مئے ولائے علیؑ کا جنہیں سرور نہیں
وہ زندہ لاش ہیں لیکن اُنہیں شعور نہیں
علیؑ ہیں خلقتِ اوّل شریکِ نورِ رسولؐ
نبیؐ کے بعد علیؑ جیسا کوئی نور نہیں
وہ جس کے نور سے کونین میں ضیاء پھیلی
مرے امام کا جلوہ ہے کوہِ طور نہیں
بس ایک پردہ ہے حائل ہماری نظروں پہ
نگاہِ دل سے ہماری مگر وہ دُور نہیں
ہے اب بھی وقت کہ اپنا خود احتساب کریں
قضائے وقت ہے اُنکا ظہور دُور نہیں
قلم پہ فرض ہے آلِ رسولؐ کی مدحت
میں مدح غیر کی لکھوں نہیں حضور نہیں
امامِ عصرؑ سے کچھ فاصلہ رکھو عیسیٰؑ
یہ آفتابِ امامت ہے برقِ طور نہیں
سخنوروں میں ظفرؔ کا شمار ہوتا ہے
بہ ربطِ آلِ نبیؐ فخر ہے غرور نہیں

منقبت مولا علی علیہ السلام

نُزولِ آیۂ بلّغ کا جو یہ تہور ہے
ولایت اصل میں پیغامِ ربِ اکبر ہے
سجا ہے منبرِ پالان خُم کے میداں میں
بلند دستِ پیمبرؐ پہ آج حیدرؑ ہے
خوشی سے جھوم رہے ہیں علیؑ کے دیوانے
ہر ایک ہاتھ میں حُبِ وِلا کا ساغر ہے
ہوئی ہے دین کی تکمیل نعمتیں بھی تمام
غدیر اس لئے مومن کی عیدِ اکبر ہے
سکون قلب کو ملتا ہے ان کے نام کے ساتھ
علیؑ نظامِ ولایت کا اِک سمندر ہے
علیؑ ولی خدا شیرِ حق بھی نفس رسولؐ
اسی سبب سے تو کونین کا یہ محور ہے
یہ فیصلہ کریں دانشوران اہل جہاں
کدھر ہے خیر عمل اور کس طرف شر ہے
شرف غلامی کا کردیجئے عطا آقا
بصد خلوص ظفرؔ جانثارِ قنبرؑ ہے

منقبت مولا علی علیہ السلام

سنا رہے ہیں جہاں کو پیامِ عید غدیر
ہے سنت نبویؐ اہتمامِ عید غدیر
بنا کجاوں کا منبر جو خُم کے میداں میں
بحکم رب یہ ہوا انتظامِ عید غدیر
نزولِ آیۂ تکمیلِ دیں ہوا اِس دن
سمجھ لے کاش یہ دنیا مقامِ عید غدیر
علیؑ بھی مثلِ نبیؐ آج سے ہوئے مولا
یہ مومنو کے لئے ہے پیامِ عید غدیر
تمام نعمتیں مربوط ہیں ولایت سے
نگاہِ رب میں ہے یہ احتشامِ عید غدیر
علیؑ کو جس نے بھی بے ساختہ کہا بخٍ
اُسے پہنچتا ہے از خود سلامِ عید غدیر
جو شہرِ علم کے در تک پہنچ نہیں پائے
بھلا وہ کیسے کریں احترامِ عید غدیر
کِھلا ہے گُل کی طرح سے ہر اک دل مومن
ہے آج جشنِ چراغاں بنامِ عید غدیر

میں جس کا مولا ہوں اُس کے علیؑ بھی ہیں مولا
یہی نبیؐ کا تھا اعلانِ عامِ عید غدیر

وِلا کی مے کے لئے میکدے میں آئے ہیں
پلادے ساقیا ہم سب کو جامِ عید غدیر

یہ آرزو بھی ظفرؔ عابدی کی ہو پوری
درِ نجف پہ سنائے کلامِ عیدِ غدیر

قطعہ

علیؑ ابن کاظمؑ پہ لاکھوں سلام
ہمارے یہی آٹھویں ہیں امام
وہی حاصلِ زندگی ہے ظفرؔ
جو مشہد میں گزرے مرے صبح و شام

maablib.org

منقبت مولا علی علیہ السلام

لگاؤ نعرۂ حیدرؑ لگاؤ
چراغاں بھی کرو محفل سجاؤ

نبیؐ کی واپسی حج سے ہوئی جب
صحابہ سے یہ فرمانے لگے تب
سواری سے اُتر جائیں یہاں سب
یہ صحرا ہے اِسے گلشن بناؤ

یہ چوراہا غدیر خُم کا آیا
کجاوں کا عجب منبر بنایا
خدا کا حکم پیغمبرؐ نے پایا
تمام حجاج کو خطبہ سناؤ

شریکِ نورِ ختم المرسلیں ہے
ولیِ حق امام المتقین ہے
وصیِ مصطفیؐ بھی بالیقیں ہے
اُٹھا کر ہاتھوں پہ سب کو دکھاؤ

عقیدے کا یہی پہلا سبق ہے
علیؑ حق ہے علیؑ کے ساتھ حق ہے
منافق کو بہت زیادہ قلق ہے
وہ ڈالے اب کہاں جا کر پڑاؤ

جو ہیں بھٹکے ہوئے قسمت کے مارے
اُنہیں دن میں نظر آتے ہیں تارے
وہ منزل کس طرح پائیں گے پیارے
جو خود کرتے ہیں رہبر کا چناؤ

نہیں دنیا میں ہم کو ڈر کسی کا
ہے وارث آخری زندہ علیؑ کا
یہی در ہے سخی ابن سخی کا
خلوصِ دل سے آ کر فیض پاؤ

جو ان کے نام پر کرتا ہے دھندہ
نصیب اُسکا ہے عبرت ناک پھندہ
ظفرؔ اس کو سمجھتا ہے درندہ
اُسے لاحول پڑھ پڑھ کر بھگاؤ

منقبت مولا علی علیہ السلام

خداوندِ عالم کا فرمان ہے
نبیؐ کا یہ اُمت پہ احسان ہے
حقیقت میں تقریب عیدِ غدیر
علیؑ کی ولایت کا اعلان ہے
علیؑ ہاں علیؑ کُلِ ایمان ہے

وہ فخر گلستاں وہ عقلِ سلیم
وہ کردارِ مومن کا بطل عظیم
سلونی سلونی ہے زیبا اُسے
اُتالیق اُس کے رسولِ کریم
نہ قصرِ امارت نہ ایوان ہے

علیؑ ایسا صدیق و حق آشنا
علیؑ جیسا مردِ جری و فتح
رقم ہے یہ اوراق تاریخ پر
علیؑ ایسا ہمدرد و مشکل کشاء
نہ ابتک ہوا ہے نہ امکان ہے

علیؑ کی روایت حدیثِ رسولؐ
علیؑ کی سیاست سراسر اصول
ہے سرمہ ہمیں اس کی راہوں کی دھول
مثالی بصیرت کا حامل ہے وہ
وہ رحمت ہی رحمت ہے فیضان ہے

حدودِ حرم میں ولادت ملی
خدا ہی کے گھر سے شہادت ملی
وہ دینِ مبیں کا شناور جسے
ولایت امامت خلافت ملی
اُسی پر مری جان قربان ہے

نگاہوں میں قرآن و سنّت بھی ہے
عدالت پہ قائم حکومت بھی ہے
علیؑ کی خلافت نمایاں ہے یوں
شریعت میں شامل بصیرت بھی ہے
یہی تو امامت کی پہچان ہے

زمیں پر صحابہ پریشاں ہوئے
کچھ ایسے بھی تھے جو پشیماں ہوئے
اُکھاڑا جو خیبر کا در آپ نے
فلک پر ملائک بھی حیراں ہوئے
جو اب بھی نہ سمجھے وہ نادان ہے

وہ ذاتِ گرامی وہ معجز نما
بیک وقت دیکھیں جسے جا بہ جا
غلو اس قدر بھی مناسب نہیں
نُصیری جسے کہہ رہا ہے خدا
خدا وہ نہیں اُس کی برہان ہے

خرافاتِ دنیا سے بچتے رہیں
شریعت کے احکام پورے کریں
رضائے الٰہی کی خاطر ظفرؔ
علیؑ کے نقوشِ قدم پر چلیں
کہ وہ بھی شریعت کا میزان ہے

قطعہ

گلستاں جیسا معطّر تھا ابوطالبؑ کا گھر
طالبانِ حق کا رہبر تھا ابوطالبؑ کا گھر
بارشِ انوار ایماں کیوں نہ ہو آخر ظفرؔ
تربیت گاہِ پیمبرؐ تھا ابوطالبؑ کا گھر

منقبت جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا

مدحِ زہرا سے پیمبرؐ کی دعا ملتی ہے
ربِ اکبر کی عطا اس سے سوا ملتی ہے
صنفِ نسواں کی ہدایت کے لئے دنیا میں
سیرتِ دخترِ محبوبِ خدا ملتی ہے
گفتگو آیتِ قرآں سے کرے جس کی کنیز
ہر فضیلت اُسی گھر میں بخدا ملتی ہے
دودھ میں مادرِ شبیرؑ کی تاثیر نہ پوچھ
خاکِ کربل سے مریضوں کو شفا ملتی ہے
بغض میں جو بھی ہیں زہراؑ و علیؑ کے بیمار
اُن مریضوں کی جہنم میں دوا ملتی ہے
دیں پہ احساں ہے خدیجہؑ و ابوطالبؑ کا
یہ جو راضی ہوں تو خالق کی رضا ملتی ہے
دینِ اسلام کی تکمیل ہے پیغامِ غدیر
منحرف اس سے ثقیفائی صدا ملتی ہے
خطبۂ باغِ فدک سے جو نہیں ہیں واقف
اُن کی ہر فرض عبادت بھی قضا ملتی ہے

اُن پہ رسوائی و لعنت کی ہے بارش اب تک
حقِ زہراؑ کے نہ دینے کی سزا ملتی ہے
پڑھنے والے پہ تو ہوتا ہے کرم مولا کا
سننے والے کو سماعت کی جزا ملتی ہے
قبر پہ جس کی نہ کتبہ ہے نہ سایہ کوئی
جا کے پھر بھی وہاں ایماں کی ردا ملتی ہے
جب بھی کرتا ہوں ظفرؔ تذکرۂ بنتِ رسولؐ
دل کی دھڑکن میں اذانوں کی صدا ملتی ہے

قطعہ

آپؑ کے روضے کو ہم تعمیر ہوتا دیکھ لیں
کاش! قسمت بھی ہمیں یہ دن دکھائے فاطمہؑ
یا الٰہی! حجت آخر کو ہو اِذنِ ظہور
خانۂ کعبہ میں برپا ہو عزائے فاطمہؑ

maablib.org

منقبت جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا

آغوشِ خدیجہؑ میں ہے نسل پیمبرؐ کی
تفسیر مکمل ہے یہ سورۂ کوثر کی

محبوبِ الٰہی کی بس ایک ہی دختر ہے
بابا کے لئے اپنے رحمت سے جو داور کی

وہ طاہرہ ، صدیقہ اور اُم ابیہا بھی
ہر غم میں سپر ہر دم ہے فاتحِ خیبر کی

آگے ہیں امامت کے اور پیچھے نبوت سے
تنہا یہی محور ہیں صدیقوں کے لشکر کی

سادات کی کثرت سے ہے صاف عیاں یہ بھی
زہرؑا کی فضیلت میں آیات ہیں کوثر کی

جو لوگ گریزاں ہے اب تک درِ زہرؑا سے
اُن سب کے مقدر میں ہیں ٹھوکریں در در کی

فرزندِ پیمبرؐ ہے اِک پردۂ غیبت میں
دنیا کو ضرورت ہے اُس ہادیٔ آخر کی

جلتا ہوا دروازہ زہرؑا پہ گرایا ہے
ہر ظلم و ستم ڈھانا فطرت ہے ستمگر کی

منقبت جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا

مدح ہو یوں سیدہؑ کی شان میں
جان پڑ جائے تنِ بے جان میں
صدقۂ خیر البشر کا فیض ہے
اب جو ہے انسانیت انسان میں
زہراؑ آئیں دین کامل ہوگیا
اب کمی کوئی نہیں ایمان میں
آب و تابِ سیرتِ خیر النساء
ہے کہاں وہ لُو لُو و مرجان میں
دوسرا قرآں تو لکھ سکتا نہیں
کیا لکھوں میں سیدہؑ کی شان میں
دیکھ لیتے ہیں نظر والے اُسے
مدحتِ زہراؑ جو ہے قرآن میں
بنتِ پیغمبرؐ ہوئیں جس سے خفا
وہ گھرا ہے لعن کے طوفان میں
سب کے مولا سب سے آگے ہی رہے
بزم میں اور رزم کے میدان میں

قبر سے جنت میں جانا ہے اگر
لے چلو خاکِ شفا سامان میں
کس نے کس سے نفس کا سودا کیا
سب لکھا مل جائے گا قرآن میں
عترت و سنت ہیں بالکل اِک وزن
تول کر دیکھے کوئی میزان میں
سیدہؑ کی گود کے پالے ہوئے
منفرد ہیں درجۂ ایقان میں
روح پہنچے گی مدینے میں مری
جسم رہ جائے گا پاکستان میں
منقبت خاتونِ جنت کی ظفرؔ
روشنی لاتی رہی اذہان میں

قطعہ

خبر ملی ہے کہ سرکار آنے والے ہیں
سیاہ رات کٹی ہر طرف اُجالے ہیں
خدا کرے کہ یہ مہدیؑ ہمارے مہدیؑ ہوں
کہ جھوٹے مہدیؑ تو سو بار دیکھے بھالے ہیں

منقبت جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا

بحرِ تقدیس و طہارت کا ہیں ساحل فاطمہؑ
رہ نورِ دوں کو دکھادیتی ہیں منزل فاطمہؑ
جب بڑھی شمشیرِ باطل جانبِ دینِ نبیؐ
آپ کا خوں آ گیا اُس کے مقابل فاطمہؑ
چہچہائیں کیوں نہ گلشن میں عنادل فاطمہؑ
ہم بھی تو آخر سجاتے ہیں محافل فاطمہؑ
اللہ اللہ !خود نبیؐ اُٹھتے تھے استقبال کو
گھر سے مسجد میں اگر ہوتی تھیں داخل فاطمہؑ
جانے کتنے لوگ ہوجاتے شریکِ اہلبیتؑ
آپ کی چادر اگر ہوتی نہ حائل فاطمہؑ
قاریٔ قرآن اتنا ذہن میں رکھنا ضرور
آیۂ تطہیر کی ہیں شرح کامل فاطمہؑ
دل میں عرفانِ امامت ذہن میں نورِ رسولؐ
کس قدر ہیں اوج پر تیرے فضائل فاطمہؑ
بے ارادہ اس کو سن کر دل کو ملتا ہے شکیب
ہیں حدیثِ چادرِ تطہیر کا دل فاطمہؑ

ہم کہ ہیں ادنیٰ غلامِ خاندانِ مصطفےٰؐ
ہیں ہماری ہر خوشی ہر غم میں شامل فاطمہؑ

اے ظفرؔ خاتونِ جنت کے لئے یہ بھی تو لکھ
حرفِ حق ہیں زوجۂ ایمانِ کاملِ فاطمہؑ

قطعہ

آج ہے سب کے لبوں پر مرحبا صلے علیٰ
عقدِ مسنونہ پہ شاداں ہیں محمد مصطفےٰؐ
مرتبہ کچھ اور بھی دولہا دلہن کے ہیں ظفرؔ
مرتضیٰؑ اوّل امام اور سیّدہؑ خیر النساء

قطعہ

یہ اہلِ بزم پہ کیسا سکوت ہے طاری
وِلا کی بزم میں لب ہیں دُرود سے عاری
جہاں پلی ہے نبوّت بھی اور امامت بھی
طواف کرتی ہے اس گھر کا خود وفاداری

منقبت جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا

نسبت عطا ہوئی ہے جو خوشبو کو پھول سے
حاصل ہے فاطمہؑ کو وہ قربت رسولؐ سے
وہ آپ کے پدر ہیں جو بعثت سے قبل بھی
پیغامِ امن لائے ہیں حلف الفضول سے
پایا ہے زندگی نے قرینہ حیات کا
حضرت خدیجہؑ آپ کی دختر بتولؑ سے
زہراؑ کے دونوں پھول سے آلِ رسولؐ ہیں
بخ بخ کی آ رہی ہے صدا ارض و طول سے
دیکھے مباہلے میں کوئی شانِ سیدہؑ
روشن جہاں ہے آپ کے قدموں کی دھول سے
شوہر ہے بابِ علم امامِ مبیں ہے جو
رشتہ مثالِ موسیٰؑ و ہارونؑ رسولؐ سے
تحت الکساء نفوس کی تطہیر امرِ حق
ثابت ہے مومنوں پہ وحی کے نزول سے
بنتِ نبیؐ کا حق تھا فدک پر خدا گواہ
قرآن سے حدیث سے ہر اِک اصول سے

لوگوں نے مصلحت سے لیا کام کیا کریں
دامن اُلجھ گیا ہے جبھی تو ببول سے
مجھ کو ظفرؔ عزیز ہے تسبیحِ فاطمہؑ
توفیقِ وردِ اسمِ خدا ہے بتولؑ سے

قطعات

آج ہے تقریب ایسی بر مکانِ مصطفیٰؐ
ہیں سبھی حور و ملائک مہمانِ مصطفیٰؐ
عقدِ بی بی فاطمہؑ ہمراہ حیدرؑ ہے ظفرؔ
ایک ہے قلبِ محمدؐ ایک جانِ مصطفیٰؐ

(۲)

آباد گھر علیؑ کا ہوا آج مرحبا
یہ گھر کرے گا دل پہ سدا راج مرحبا
بنتِ رسولؐ ہدیۂ تبریک ہو قبول
مولا علیؑ ہیں آپ کے سرتاج مرحبا

منقبت جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا

جب مدحتِ بتولؑ کی دل میں اذاں ہوئی
مجھ پر عطائے بنتِ نبیؐ مہرباں ہوئی
لفظوں کا بابِ علم سے ہونے لگا نزول
میرے تخیلات کی دنیا جواں ہوئی
تخلیقِ اولین ہیں انوارِ پنجتنؑ
مظہر فضیلتوں کا یہی کہکشاں ہوئی
جاری ہے فیض منبع کوثر کا آج بھی
ابتر کے طعنے والوں کی دنیا دھواں ہوئی
جس کا ہے ذکر خالقِ کونین کو پسند
مدحت اُنہی کی آج بھی وردِ زباں ہوئی
ناراض جس سے ہوگئیں بنتِ رسولِؐ حق
اُن لوگوں کی تو نسل بھی عبرت نشاں ہوئی
شاداں ہیں مومنین پریشاں منافقین
ہر کیفیت دلوں کی نظر سے عیاں ہوئی
کچھ خوف ہوگا مجھ کو نہ محشر کی دھوپ کا
نعلینِ سیدہؑ جو اگر سائباں ہوئی

وہ گھر فضائے نور سے معمور ہوگیا
بزمِ ولا خلوص سے برپا جہاں ہوئی
تعمیر ہوگا روضۂ بنتِ رسولؐ اب
یہ آرزوئے قلب ہی تسکین جاں ہوئی
محسوس ہورہا ہے ہر بزم یہ ظفرؔ
گلہائے منقبت کی مہک جاوداں ہوئی

قطعہ

کِھلا ہے پھول یہ پہلا نبیؐ کے گلشن میں
جو طعنہ دیتے تھے ابتر کا اب ہیں الجھن میں
رسولؐ اور علیؑ و بتولؑ ہیں شاداں
مرادیں مانگ لو پھیلا کے آج دامن میں

قطعہ

خرد کی بات کرو آگہی کے دیوانوں میں
جلاؤ شمعِ یقیں روشنی کے دیوانوں
جو چاہتے ہو کہ ٹل جائیں مشکلیں ساری
علیؑ کو دل سے پکارو علیؑ کے دیوانوں

منقبت جنابِ فاطمہ سلام اللہ علیہا

حضرت فضہؓ سے پوچھو کیا ہے شانِ فاطمہؑ
جنت الفردوس ہی تو ہے مکانِ فاطمہؑ

جو زباں سے کہہ دیا رب نے وہ پورا کردیا
خالقِ کونین بھی ہے قدر دانِ فاطمہؑ

جا بجا قرآں میں ہے ان کی فضیلت کا بیاں
ہے رضائے رب کا حامل کاروانِ فاطمہؑ

آشکارا سورۂ کوثر سے یہ بھی ہوگیا
حشر تک پھولے پھلے گا گلستانِ فاطمہؑ

آپ ہی کی نسل سے پھیلی سیادت دہر میں
کوئی بھی سید نہیں جز خاندانِ فاطمہؑ

اُن کو حاصل ہوگا دنیا میں کنیزی کا شرف
جو ہوئی ہیں درحقیقت عارفانِ فاطمہؑ

اس حقیقت سے کوئی انکار کرسکتا نہیں
جائیں گے دوزخ میں سیدھے دشمنانِ فاطمہؑ

جلد ہی تعمیر ہوگا روضۂ بنتِ رسولؐ
مٹ نہ پائے گا کبھی قبرِ نشانِ فاطمہؑ

نسل کو اُن کی برا لگتا ہے تو لگتا رہے
قابلِ لعنت رہیں گے قاتلانِ فاطمہؑ

آج ہے خاتونِ جنت کی ولادت اے ظفرؔ
لائے ہیں نذرِ سخن سب مدح خوانِ فاطمہؑ

قطعہ

مدحت کے پھول باغِ عقیدت سے لائے ہیں
ممدوح مومنوں کے دلوں میں سمائے ہیں
صلّے علیٰ دُرود محمدؐ کی آلؑ پر
ہم بارھویں امامؑ کی محفل میں آئے ہیں

(۲)

حمد سے جو ربط ہر تسبیح کے دانے کو ہے
گنبدِ خضریٰ سے وہ نسبت عزا خانے کو ہے
آج لیکن ہر عزا خانہ سجے گا اے ظفرؔ
قائمِ آلِ محمدؐ مصطفےٰ آنے کو ہے

منقبت جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا

آپ ہیں محبوب رب کے دل کا چین
رحمت اللعالمیں کی نورِ عین

عابدہ بنتِ محمدؐ مصطفےٰؐ
طاہرہ زوجِ علیؑ مرتضیٰؑ

مہرِ اوصافِ حمیدہ سیدہؑ
حُسنِ کردارِ خدیجہؑ سیدہؑ

زینبؑ و کلثومؑ کی اُمِ عظیم
مادرِ شبیرؑ و شبرؑ فاطمہؑ

آیۂ تطہیر کی مسند نشیں
ازکلامِ حق نساء العالمیں

سیدہؑ معصوم خاتونِ جناں
اہلبیتِ پاک کی روحِ رواں

فخرِ مریم ہیں جناب سیدہؑ
پاک طینت پاک خصلت سیدہؑ

مرکزِ صدق و صفا شیریں سخن
اپنی ذاتِ پاک میں اِک انجمن

آپؑ کی تسبیح ہے بعد از نماز
جو قبولِ حق ہے وہ عجز و نیاز
مستحق بے ریب و شک ہے فاطمہؑ
وارثِ باغِ فدک ہے فاطمہؑ
عفت و عصمت کے پیکر کو سلام
شاہِ بحر و بر کی دختر کو سلام
السلام اے محرمِ مشکل کُشاء
السلام اے سیدہؑ اے طاہرہؑ
فرض ہے زہراؑ کی مدحت پر دُرود
اے ظفرؔ خاتونِ جنت پر دُرود

قطعہ

جس نے خلوصِ قلب سے حمد و ثنا لکھی
خالق نے اس کے حق میں جزا ہی جزا لکھی
باغِ وفا میں جو گُلِ تازہ کھلا اُسے
خوشبو نے مسکرا کے چمن کی بقا لکھی
رزقِ سخن ملا ہے جو خیرات میں ظفرؔ
اس کو بھی شہرِ علم کے در کی عطا لکھی

منقبت جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا

بدل جاتے ہیں وہ لمحے بقا میں
کہ جو گذریں ثنائے فاطمہؑ میں

فضا مہکی بہار آئی ہوئی ہے
گلستانِ حبیبِ کبریا میں

عبادت صبر خدمت اور توکل
صفت ہر اک ہے بنتِ مصطفےٰؐ میں

ردائے فاطمہؑ تہذیب زن ہے
طہارت ہی طہارت ہے ردا میں

جو ہو محروم ان کے واسطے سے
تو کیا تاثیر ہوگی اُس دعا میں

خدیجہؑ اپنی قسمت پر ہیں نازاں
ضیائے نور ہے ہر سُو فضا میں

بچایا دینِ ابراہیمؑ جس نے
اسی کا لختِ دل تھا کربلا میں

شفاعت کا وسیلہ جو بنے گا
بپا ہے جشن وہ اہلِ ولا میں

منقبت جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا

بنتِ رسولِ پاکؐ سے آباد گھر ہوا
اب اور حسیں حیاتِ علیؑ کا سفر ہوا

پل بھر میں چرخ سے درِ حیدرؑ تک آ گیا
تارے کا یہ طویل سفر مختصر ہوا

دل جن کے ساتھ ساتھ دھڑکتے تھے خوش ہوئے
غیروں کے حق میں عقد یہ زخمِ جگر ہوا

شوہر ملا تو خیر سے ایسا ملا کہ جو
دونوں جہاں میں نائبِ خیر البشر ہوا

جس کو رسولِ پاکؐ سے اُلفت تھی بیکراں
زہراؑ کی زندگی کا شریکِ سفر ہوا

تزویجِ فاطمہؑ کا تاثر تو دیکھیے
فردوس بر زمیں ابوطالبؑ کا گھر ہوا

معیار ہیں بتولؑ خواتین کے لئے
کردارِ فاطمہؑ کا دلوں پر اثر ہوا

عقدِ بتولؑ عیدِ غدیر و مباہلہ
ذی الحجہ کا چاند وجہ فروغِ نظر ہوا

منقبت جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا

زہراؑ مزاج دانِ مشیّت کا نام ہے
ان پر ہر ایک لمحہ دُرود و سلام ہے
حاصل بھی شاہ زادی کو اوجِ دوام ہے
اس کے بغیر کارِ نبیؐ ناتمام ہے
اُترا ہے آفتاب خدیجہؑ کی گود میں
بزمِ نفاق و کفر کی قسمت میں شام ہے
اُمِ ابیہا، زاہدہ، صدیقہ، طاہرہ
معراجِ انتہا پہ ہر اک اُن کا نام ہے
تعظیم ان کی کرتے ہیں پیغمبر خدا
ایمانِ کُل کی روح میں ان کا قیام ہے
قرآن دے رہا ہے سند صدق کی جنہیں
اُن سے گواہ مانگنا جہلِ تمام ہے
معیارِ صبرِ فاطمہؑ اس رخ سے دیکھئے
وہ مادرِ حسینؑ علیہ السلام ہے
جو خوش نصیب چاہے وہ محفل میں ہو شریک
فرشِ ولا بچھا دیا اعلانِ عام ہے

منقبت جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا

برپا یہ جشن آمدِ خیر النسا کا ہے
ہر سو فضا میں شور جو صلِ علیٰ کا ہے

معراج پر نبیؐ نے جو دیکھا حجابِ نور
ختم الرسل کو تحفہ یہی کبریا کا ہے

داخل بغیر اِذن ملائک نہ ہوں جہاں
تاریخِ کائنات میں گھر فاطمہؑ کا ہے

دنیا پہ چھا رہا ہے جو شبیریت کا نور
سارا اثر یہ بنتِ نبیؐ کی دعا کا ہے

انساں تو کیا ملک بھی سوالی بنے رہے
یہ فیضِ عام صرف درِ سیّدہؑ کا ہے

بعدِ رسولؐ دیں سے جو واپس پلٹ گئے
ان سب کو خوف منتقمِ کربلا کا ہے

صدقے میں پنجتن کے بنی ہے یہ کائنات
انساں کو یہ پیام حدیثِ کسا کا ہے

جو لاعلاج ہیں انہیں صحت کرے عطا
یہ معجزہ تو آج بھی خاکِ شفا کا ہے

سایہ فگن ہے سر پہ جو نعلین سیّدہؑ
مجھ پر کرم ازل سے کنیزِ خدا کا ہے
تشریف لائی ہیں یہاں پاکیزہ ہستیاں
ماحول خوشگوار جو بزمِ وِلا کا ہے
اجرِ رسول حق جو ادا کر رہے ہیں آج
دل میں خیال ان کے خدا کی رضا کا ہے
خیرات پارہا ہے درِ شہرِ علم سے
لطف و کرم ظفرؔ پہ یہ آلِ عبا کا ہے

قطعہ

جو شخص تہہ سایۂ دامانِ علیؑ ہے
وہ اپنی جگہ آپ گلستانِ علیؑ ہے
اس محفلِ میلاد میں منبر کی سعادت
پایا جو شرف میں نے یہ فیضانِ علیؑ ہے

منقبت امام حسن علیہ السلام

میانِ ماہِ رمضاں برجِ طالع میں قمر آیا
نظامِ بحروبر سنبھلا امام بحروبر آیا

چمن زار امامت میں شگوفہ شاخ پر آیا
علیؑ و فاطمہؑ کا لختِ دل نورِ نظر آیا

زمیں سے نورِ حق اُبھرا فضا میں روشنی پھیلی
امامت کے فلک کا دوسرا رشکِ قمر آیا

وہ آیا ہے کہ جس کے واسطے اقلیم جنت سے
لباسِ فاخرہ آیا ملک آئے ثمر آیا

ستارہ چلتے چلتے رک گیا اُس در پہ یہ کہہ کر
مکیں اچھے نظر آئے مکاں اچھا نظر آیا

رسولِ حق سے بچپن ہی میں اتنا قرب حاصل تھا
کبھی آغوش میں آیا کبھی وہ دوش پر آیا

قیامِ امن کی خاطر عدو سے صلح بھی جائز
حسنؑ سبطِ پیمبرؐ ہے پیمبرؐ کا اثر آیا

زمانہ اُس کے قدموں پر جھکا وہ اس طرح اُبھرا
درِ آلِ محمدؐ پر جھکا کر جو بھی سر آیا

تولا اور تبرا ہی تو ہیں ان تین جملوں میں
کلامِ پاک میں سورہ جو سب سے مختصر آیا
حسنؑ ابنِ علیؑ کے ذکر میں گذری ہے شب ساری
اُٹھو بحرِ نمازِ فجر اب وقتِ سحر آیا
درود آلِ پیمبرؐ پر ظفرؔ پیہم جو بھیجے گا
کہے گا روزِ محشر کام یہ زادِ سفر آیا

....

قطعہ

ماہِ شعباں کا فلک پر مہِ کامل آیا
بارھواں جامِ ولایت سرِ محفل آیا
لوگ کہتے ہیں نشانِ رہِ منزل آیا
ہم یہ کہتے ہیں سفینہ سرِ ساحل آیا

قطعہ

آج ہے جشنِ بہارِ گلستانِ ہاشمی
فاطمہؑ دلہن بنی ہیں اور دولہا ہیں علیؑ
روح پرور ہے نظارہ آج کی تقریب کا
ہے نبیؐ کے گھر میں ہر سُو روشنی ہی روشنی

منقبت امام حسن علیہ السلام

حسنؑ ابن علیؑ کا آج یہ جشنِ ولادت ہے
پدر مولود کعبہ اور ماں خاتونِ جنت ہے

مودت مصطفےؐ کی آل سے اجرِ رسالت ہے
گریز اس سے نہ کر زاہد کہ یہ کفران نعمت ہے

نزولِ سورۂ کوثر تھا پہلے باعث تسکیں
ولادت اب حسنؑ کی وجہ تسکینِ رسالت ہے

حسنؑ کو دیکھ کر بنتِ نبیؐ کہتی ہیں فضہؑ سے
خدا رکھے مرے بچے میں بابا کی شباہت ہے

گواہی آیۂ تطہیر کی کافی ہے قرآں میں
مثالی صرف اہلبیتؑ کے گھر کی طہارت ہے

ابو طالبؑ اور ان کی آل سے جو بغض رکھتے ہیں
محبانِ علیؑ کو ایسے انسانوں سے نفرت ہے

کسی سائل کو یہ مایوس لوٹاتے نہیں در سے
سخی ابن سخی ہیں بے نظیر ان کی سخاوت ہے

جکڑتے ہیں امیرِ شام کو یہ صلح نامے سے
امامِ وقت ہیں یہ ان کی ٹھوکر میں حکومت ہے

تقابل کیا امیر شام کا سبطِ پیمبرؐ سے
اُدھر روم و عراق و رے ادھر کوثر ہے جنت ہے
جدا ہوہی نہیں سکتے ہیں اہلبیتؑ اور قرآں
یہ ہیں قرانِ ناطق اور وہ قرآن صامت ہے
ولائے آل نے اتنا یقیں بخشا ہے بخشش کا
تصور میں جدھر نظریں اُٹھاؤں باغِ جنت ہے
ظفرؔ سبطِ نبیؐ کی منقبت پڑھ کر سر محفل
میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ قرآں کی تلاوت ہے

....

قطعہ

بزمِ جہاں میں آج یہ کس کا ظہور ہے
جس کی ضیا سے ارض و سما میں یہ نور ہے
اب اس کو غیب سمجھیں یا جلوے کی احتیاط
دل کے قریب رہ کے نگاہوں سے دور ہے

maablib.org

منقبت امام حسن علیہ السلام

دعا کرتا ہوں میں ہردم خدا سے
رہیں محفوظ مومن ہر بلا سے
حسنؑ کا آج ہے جشنِ ولادت
فضا گونجے درودوں کی صدا سے
سوارِ دوشِ پیغمبرؐ ہیں شبّرؑ
بڑے ہیں یہ پیمبرؐ کے نواسے
حسنؑ کی صلح ہے صلحِ پیمبرؐ
اِسے دیکھے کوئی گر کلنأ سے
قلم تلوار جس کا ہوگیا ہے
ہوئی یہ منقبت اُن کی عطا سے
ضروری ہے بہت کردار سازی
یہ کہنا ہے مجھے ہر باوفا سے
حسنؑ کی صلح پہ جو معترض ہیں
نہ بچ پائیں گے ہر گز وہ سزا سے
نفاق و بغض کا ہے مرض جسکو
شفا پاتا نہیں خاکِ شفا سے

علیؑ والے کبھی ڈرتے نہیں
کسی بھی دور میں جور وجفا سے

شہادت کا وہی پاتے ہیں رتبہ
مودّت ہو جنہیں آلِ عباؑ سے

جو کرتے ہیں ادا اجرِ رسالت
وہی سیراب ہیں آبِ بقا سے

ظفرؔ میں ہوں غلامِ سبطِ اکبرؑ
مجھے نسبت ہے آلِ مصطفےٰؐ سے

قطعہ

دل کہہ رہا ہے مجھ سے یہ زینبؑ کی شان میں
تنہا یہی ہیں ثانیٔ زہراؑ جہان میں
گلشن میں فاطمہؑ کے کھلی ایسی اِک کلی
پھیلی ہوئی ہے جس کی مہک گلستان میں

منقبت امام حسن علیہ السلام

زہراؑ کے گلستاں میں کِھلا ہے گُلِ تر آج
پُرنور و معطر ہیں جب ہی شام و سحر آج

ہے جشنِ ولادت حسنؑ سبز قبا کا
اس واسطے سرسبز ہے دنیا کا نگر آج

دل کو ہے یقیں میرے خدا پیدا کرے گا
مولود کے صدقے سے دعاؤں میں اثر آج

ابتر جو کہا کرتے تھے سب ہو گئے خاموش
قدموں میں جھکاتے ہیں پیمبرؐ کے وہ سر آج

ہے جس کی ضیاء لطف و کرم امن کا پیغام
وہ فاطمہؑ کی گود میں ہے رشکِ قمر آج

گلزار عقیدت کا جو پھل پھول رہا ہے
یہ سب ہے بزرگوں کی دعاؤں کا ثمر آج

مولا مجھے اب اِذنِ حضوری بھی عطا ہو
میں ساتھ لیئے بیٹھا ہوں سامانِ سفر آج

عبرت کا نشاں ہوں گے یہ فرعون صفت لوگ
یہ بات مجھے کہنی ہے بے خوف و خطر آج

ہے ختمِ نبوت سے ہی آغازِ امامت
یوں گلشنِ ایماں کا ہے سرسبز شجر آج

جبرئیل ولا سے ہے فقط اتنی گزارش
پہنچا دو مدینے میں مرے قلب و نظر آج

اب کوئی منافق پسِ پردہ نہ رہے گا
محفل میں سنا دو یہ نئی تازہ خبر آج

جو مدحتِ شبرؑ میں ہوئی قلب پہ نازل
خوش ہو کے سرِ بزم سناتا ہے ظفر آج

قطعہ

سوچیئے تو خواب ہے یہ دیدۂ بیدار کا
دیکھیے تو سامنے منظر ملے گلزار کا
ماہِ رمضاں اور محفل صاف ظاہر ہو گیا
تذکرہ ہے جنت الفردوس کے سردار کا

منقبت امام حسن علیہ السلام

مناؤ جشنِ بہاراں اس اہتمام کے ساتھ
دُرودِ پاک لبوں پر رہے سلام کے ساتھ
نبیؐ و آلِؑ نبیؐ بھی شریکِ محفل ہیں
خیال رکھیئے ادب اور احترام کے ساتھ
بحکم رب ہی نبوت کا خاندان چلا
مباہلے کو رسولؐ فلک مقام کے ساتھ
یہ میزبانوں سے ادنیٰ سی اک گذارش ہے
سلوک ایک سا رکھیئے گا خاص و عام کے ساتھ
شبیہِ احمدؐ مرسل کی منزلت دیکھیں
اذاں میں ہوگئے شامل خدا کے نام کے ساتھ
حُسینیت ہے اُجالا یزیدیت ظلمت
صبح کا کوئی نہیں واسطہ ہے شام کے ساتھ
امامِ وقت کے قدموں کی خاک بن کر بھی
شریکِ کار رہوں لشکرِ امام کے ساتھ
ادائے اجرِ رسالت پہ کار بند ہیں ہم
ہر ایک لمحہ ہیں مصروف اپنے کام کے ساتھ

سماعتوں کے لئے پیش ہوں گے حُسنِ کلام
تواضع ہوگی یہاں پر وِلا کے جام کے ساتھ

قبول کیجئے گلہائے منقبت سب سے
خلوصِ قلب سے حاضر ہیں جو کلام کے ساتھ

منافقین سے ہم دوستی نہیں رکھتے
ہمارا ربط ہے ہر پیر و امام کے ساتھ

بنیں گے وہ بھی جہنم کی آگ کا ایندھن
جو منسلک ہیں یہاں دولتِ حرام کے ساتھ

مجھے یہ کاش سعادت نصیب ہوجائے
ظفرؔ کا نام بھی مولا کے ہو غلام کے ساتھ

قطعہ

جس کا اعلان پیمبرؐ نے کیا تھا اِک دن
آپ آئے تو ہیں اُس منزلِ مقصود پہ ہیں
کل سرِ مُہرِ نبوّت تھے قدم دادا کے
آج پوتے کے قدم خانۂ معبود پہ ہیں

madlib.org

منقبت امام حسن علیہ السلام

ذکرِ حسنؑ ضمانتِ امن و امان ہے
اہلِ طلب کے واسطے یہ سائبان ہے

بارہ امام ہیں ابوطالبؑ کی آل میں
افضل ترین دہر میں یہ خاندان ہے

صُلحِ حسنؑ ہے صُلحِ پیمبرؐ کی یادگار
جو مرتبہ ہے اُس کا وہی اس کی شان ہے

قرآن اس کو کہتا ہے بیٹا رسولؐ کا
لختِ دلِ بتولؑ ہے حیدرؑ کی جان ہے

پہلا کِھلا ہے پھول نبوت کے باغ میں
یہ آلِ مصطفےؐ کی بقا کا نشان ہے

قطعہ

ٹھوکر نہیں کھاتے رہِ منزل میں کہیں بھی
جو دل کو جھکا دیتے ہیں ہمراہ جبیں بھی
طوفان میں جو بغض و عداوت کے گھرے ہیں
وہ آ نہیں سکتے کبھی ساحل کے قریں بھی

منقبت امام حسن علیہ السلام

یہ بابِ شہرِ علم کی عطا ہے فکر و فن مرا
قبولِ فکرِ سیّدہؑ کو کیوں نہ ہو سخن مرا

نویدِ امن دو جہاں حسنؑ سا گلبدن مرا
وہی ہے شمعِ انجمن وہ نورِ انجمن مرا

نفس نفس قرارِ جاں قدم قدم پہ گلستاں
کہا زباں نے یا حسنؑ مہک اُٹھا دہن مرا

پسر کی شکل دیکھ کر علیؑ سے بولیں فاطمہؑ
رسولؐ کی شبیہ ہے یہ ہو بہو حسنؑ مرا

درود پڑھ کے تہنیت امام عصرؑ کو بھی دیں
وہ بزم میں شریک ہیں نہیں یہ حُسنِ ظن مرا

حبیبِ کبریا کا ذکر اُن کی آلؑ کی ثنا
وہی فضا فضا مری وہی زمیں وطن مرا

گُلِ بہارِ نو کی نکہتیں مہک اُٹھیں وہاں
ہوا کے دوش پر گیا جہاں جہاں سخن مرا

دعائے مغفرت ظفرؔ ہے فرض والدین کی
دعاؤں سے اُنہی کے ہے ہرا بھرا چمن مرا

منقبت امام حسن علیہ السلام

الٰہی زندگی گزرے ثنائے سبطِ اکبر میں
محبت آلؑ کی لکھ دے مری لوحِ مقدر میں

سکوں رہتا ہے ہنگامہ نہیں ہوتا مرے گھر میں
عجب تاثیر رکھدی ہے خدانے ذکرِ شبیرؑ میں

حسنؑ نے صلح کی تحریر میں کچھ اس طرح جکڑا
کہ میرِ شام اُلجھ کر رہ گیا خود اپنے چکر میں

محبِّ آلِ پیغمبر پہ ہوگا سایۂ رحمت
عدو ان کے لپیٹے جائیں گے شعلوں کی چادر میں

حبیبؑ ابن مظاہر ہوں علی اکبرؑ ہوں یا اصغرؑ
محاذِ عزم پر یکساں رہے سب فوجِ سرورؑ میں

جو آنسو ہم بہاتے ہیں غمِ سبطِ پیمبرؐ میں
رہِ رومالِ زہراؑ سے پہنچ جاتے ہیں کوثر میں

عروسِ شاعری کے فن سے تو واقف نہیں ہوں میں
وِلا کے پھول لے کر آگیا ہوں بزمِ شبرؑ میں

ظفرؔ ہنگامہ محشر کا مجھ کو ڈر ہو کوئی کیوں
گذاری زندگی ساری ہے میں نے ذکرِ شبرؑ میں

منقبت امام حسن علیہ السلام

جو نبیؐ کا وہی شبّرؑ کا چلن دیکھتے ہیں
صلحِ جویانِ جہاں سوئے حسنؑ دیکھتے ہیں

بزمِ شبّرؑ میں منافق نظر آتے ہیں ہمیں
فکر میں خستگی چہروں پہ تھکن دیکھتے ہیں

لوگ کرتے رہیں باطل میں تجلّی کی تلاش
ہم تو چھپتے ہوئے سورج کی کرن دیکھتے ہیں

دشمنِ آلؑ کے ظاہر کو حقیقت نہ سمجھ
روح مردہ ہے مگر زندہ بدن دیکھتے ہیں

میثمؑ و قنبرؑ و سلمانؑ و ابوذرؑ کی قسم
آلِ عمرانؑ تو فطرت کی لگن دیکھتے ہیں

جادۂ فکر پہ جو لوگ بڑھاتے ہیں قدم
ہر طرف پھیلا ہوا جہل کہن دیکھتے ہیں

عظمتِ گوہرِ نایاب کی قیمت کیا ہو
ہم تو اُجڑا ہوا بازارِ سُخن دیکھتے ہیں

کل تلک زیست کی رعنائیاں رقصاں تھی جدھر
آج افسوس کے اجڑا وہ چمن دیکھتے ہیں

کیا قیامت ہے کہ تاحدِ نظر گلشن میں
ہر طرف لاشوں کو بے گوروکفن دیکھتے ہیں

پا نہیں سکتے ہیں ہرگز وہ نشانِ منزل
وہ جو صحرا میں اُگے سرو سمن دیکھتے ہیں

معنی و حرف کا گلدستہ سجا کر سرِ بزم
آج ہم خود کو بڑا راغبِ فن دیکھتے ہیں

قابلِ ذکر یہی فرق نظر آتا ہے
ہم تو مضمون وہ اسرارِ سُخن دیکھتے ہیں

حاکمِ شام کی خلعت پہ جو بکتے ہیں ظفؔر
شاہی ملبوس نہیں اُن کے کفن دیکھتے ہیں

قطعہ

نبیؐ کا دین بھی زندہ نبیؐ بھی زندہ ہے
یہ کربلا کے شہیدوں کا خون کہتا ہے
ضیائے قولِ انا من حسینؑ میں دیکھو
اُفق پہ دینِ نبیؐ کے حسینؑ لکھا ہے

منقبت امام حسن علیہ السلام

حسنؑ سیرت میں عکسِ مرسلاں ہے
بہر صورت امامِ دو جہاں ہے
طلب سے بھی سوا دیتا ہے سب کو
سخاوت کا وہ بحرِ بے کراں ہے
امامت اوّل و آخر حقیقت
خلافت داستاں ہی داستاں ہے
لب و لہجہ حسنؑ ابن علیؑ کا
سکوں افروز اُلفت کی زباں ہے
جو پہلے راکبِ دوشِ نبیؐ تھا
سرِ منبر وہی تو گُل فشاں ہے
اِدھر آلِ نبیؐ ساحل کے رہبر
اُدھر حائل ہجومِ دشمناں ہے
اِدھر شبیرؑ و شبرؑ فخرِ گلشن
سَم آلود اُس طرف بادِخزاں ہے
ظفرؔ ممدوح ہے سبطِ پیمبرؐ
جو محفل کا حقیقی میہماں ہے

منقبت امام حسن علیہ السلام

منہ چھپائے ہوئے پھرتی ہے چمن کی خوشبو
لے کے آئی ہے صبا آج حسنؑ کی خوشبو

لائے مرغانِ چمن آمدِ شبّرؑ کی خبر
کُو بہ کُو پھیل گئی سروسمن کی خوشبو

خون تو ایک ہے لاریب مگر یہ دیکھیں
ہے پسینے میں وہی شاہِ زمن کی خوشبو

پیرہن آپ نے جنّت کا کیا زیبِ تَن
جسمِ اطہر میں رہی باغِ عدن کی خوشبو

ہو یہ محسوس کہ شاید ہیں نبیؐ پاس کہیں
ایسے ہوتی ہے اماموں کے بدن کی خوشبو

تا اَبد گلشنِ اسلام کو مہکائے گی
چودہ پیکر میں بسی پانچ کے تَن کی خوشبو

معترف شیریں بیانی کا زمانہ ہے ظفرؔ
کیوں نواسے میں نہ آجائے سخن کی خوشبو

منقبت امام حسن علیہ السلام

حسنؑ سے اُن کو عداوت ہے کیا کیا جائے
ہمیں تو اُن سے مودّت ہے کیا کیا جائے

ہمیں ملی ولایت نبیؐ کے ہاتھوں سے
اُنھیں عزیز خلافت ہے کیا کیا جائے

نہیں ہے باپ کے ورثے کی مستحق بیٹی
عجیب طرز عدالت ہے کیا کیا جائے

خوشی منائیں کہ زہراؑ کو دیں مبارکباد
حسنؑ کا جشنِ ولادت ہے کیا کیا جائے

عدوئے آلِ نبیؐ ہیں عجیب مشکل میں
درود جزوِ عبادت ہے کیا کیا جائے

وسیلہ آلؑ نبیؐ کا جو ہو تو کیا کہنا
دعا ہماری ضرورت ہے کیا کیا جائے

دعا ظہورِ امام زمانؑ کی لب پہ رہے
کہ اب قریب قیامت ہے کیا کیا جائے

مئے ولائے حسنؑ آج کا تبرک ہے
سرور و کیف کی حالت ہے کیا کیا جائے

منقبت امام حسن علیہ السلام

محفلِ میلاد میں ذکرِ حسنؑ ہوتا رہے
مدحِ آلِ مصطفےؐ سے گھر کا گھر مہکا رہے
فیض جاری حوضِ کوثر کا رہے بے روک ٹوک
جام بھر بھر کر ولا کے مدح خواں پیتا رہے
امتیازی شان ہے یہ بھی تو ان کے واسطے
خُلد سے رضوان حُلّے لے کے خود آتا رہے
چھوڑ دے اُمت مگر سبطِ نبیؐ پر فرض ہے
سیرت و اخلاق سے احسان فرماتا رہے
حکمِ خالق ہے کہ اک شمع فروزاں کی طرح
رہبرِ دیں راہِ حق ہر آن دکھلاتا رہے
مومنوں کی اس سلیقے سے ضیافت کیجئے
سبطِ پیغمبرؐ کے دسترخوان کا چرچا رہے
دشمنِ آلِؑ پیمبرؐ آنہ پائے اے ظفرؔ
قریۂ دل پر نبیؐ کی آلؑ کا قبضہ رہے

منقبت امام حسین علیہ السلام

اب مدحتِ شبیرؑ کا در پیش سفر ہے
اُس راہ پہ چلنا ہے جو معراجِ بشر ہے
گلشن میں کِھلا آج یہ کیسا گُلِ تر ہے
پُرکیف ہے پُرلطف ہے مرغوبِ نظر ہے

اسلام کا جو آج یہ سر سبز شجر ہے
اِک رخ سے یہ زینبؑ کی خطابت کا ثمر ہے
نسلِ ابوسفیان ہے اسلام کی دشمن
یہ زندہ حقیقت ہے تو کیا کہنے میں ڈر ہے

کرتے ہیں نبیؐ سورۂ کوثر کی تلاوت
ٹھہری ہوئی شبیرؑ کے چہرے پہ نظر ہے
سجدے میں نبیؐ پشت پہ شبیرؑ مکیں ہیں
یہ قربِ رسالت پہ امامت کا سفر ہے

توحید و رسالت کو ہے خود جس پہ بھروسہ
اسلام کی شبیرؑ وہ مضبوط سپر ہے
اسلام کو اسلام شہِ دیں نے بنایا
تم مانو نہ مانو یہ زمانے کو خبر ہے

منقبت ثانیٔ زہرا سلام اللہ علیہا

دخترِ شیرِ خدا "حسنینؑ" کی ہمشیر کو
کیا بھلا سکتا ہے کوئی زینبؑ دلگیر کو

کربلا سے راہِ کوفہ شام کے دربار تک
مات دی بنتِ علیؑ نے نطق سے شمشیر کو

دین نانا کا بچانے آئے مقتل میں حسینؑ
ساتھ لائے ہیں رسول اللہؐ کی تصویر کو

کربلا میں شاہِ دیں نے خونِ اکبرؑ کی قسم
نوجوانی بخش دی ہے نعرۂ تکبیر کو

اب قیامت تک مٹا سکتا نہیں کوئی بشر
لوحِ دل پر خون سے لکھی گئی تحریر کو

چادرِ زینبؑ سے آگے دسترس ممکن نہ تھی
ورنہ اعدا لُوٹ لیتے چادرِ تطہیر کو

اس طرح کردارِ زینبؑ ہے حُسینیتؑ کے ساتھ
جس طرح ہے رابطہ قرآن سے تفسیر کو

یہ حقیقت ہے ظفرؔ مظلومیت کی راہ میں
ناتواں نے توڑ ڈالا جبر کی زنجیر کو

منقبت حضرت عباس علیہ السلام

نہ پوچھیے کہ ہیں کس کس کے ہمنوا عباسؑ
تمام ٹوٹے دلوں کا ہیں آسرا عباسؑ
حسنؑ حسینؑ کے بھائی علیؑ کے نورِ نظر
زہے نصیب علمدارِ کربلا عباسؑ
کہا یہ دل نے مصیبت میں دیکھ کر مجھ کو
مدد کو آئیں گے غازی پکار یا عباسؑ
قبول کیوں نہ ہو میری دعا کہ رہتے ہیں
لبوں پہ نقشِ دعا بن کے باوفا عباسؑ
ہم اپنے یاد کی شمعیں جلائے رکھتے ہیں
کیے ہیں ہم نے علم نصب جا بجا عباسؑ
ہوائے تند کسی طور بھی بجھا نہ سکی
جلا گئے ہیں رہِ حق میں جو دیا عباسؑ
ہزار موج بلا خیز ہوں ظفرؔ پھر بھی
سفینہ پار اُتاریں گے ناخدا عباسؑ

منقبت حضرت عباس علیہ السلام

جذبہ ہو اگر دل میں سچا خود سامنے منزل آتی ہے
عباسؑ کی مدحت لکھتا ہوں حیدرؑ کی ثنا ہو جاتی ہے

گلشن میں ابوطالبؑ کے کھلا ہے آج گُل تازہ ایسا
جس پھول کی خوشبو گلشن کے ہر گوشے کو مہکاتی ہے

مولودِ حرم کے آنگن میں اُترا ہے بنی ہاشم کا قمر
آغوشِ امامت جس کے لئے خود ہاتھوں کو پھیلاتی ہے

اے ساقیٔ کوثر کے بیٹے ہر موج ندامت سے اب تک
مایوسی میں اپنے سر کو وہ، خود ساحل سے ٹکراتی ہے

جاری ہے امامت حشر تلک حالانکہ نبوّت ختم ہوئی
معصوم وسیلوں سے ہم کو یہ منزل تک لے جاتی ہے

اک شعلہ صفت کو شبنم کی صورت میں بدل ڈالا شہ نے
عالم ہے یہ ہیبت کا پھر بھی مقتل کی زمیں تھراتی ہے

عمرانؑ کے گھرانے ہی سے ظفرؔ زندہ ہے وفاداری ابتک
غازی کی غلامی ہم سب کو آدابِ وفا سکھلاتی ہے

منقبت حضرت عباس علیہ السلام

قوت ملی اسلام کو آغازِ سفر سے
خوشبوئے وفا پھیلی ہے عمرانؑ کے گھر سے

وہ راہ تراشی تھی جو عمرانؑ و علیؑ نے
عباسؑ بھی گذرے ہیں اُسی راہ گذر سے

گر اذنِ وغا پائیں تو گیتی کو اُلٹ دیں
سیکھے ہیں ہنر جنگ کے سب اپنے پدر سے

فوجِ شہِ دیں میں سبھی عباسؑ نما ہیں
تاروں میں ضیا ہے بنی ہاشمؑ کے قمر سے

سقائے سکینہؑ یہ ترا یومِ ولادت
ممتاز نظر آتا ہے ہر شام و سحر سے

کہتا ہے عَلَم مجھ سے میں غازی کا علَم ہوں
دیکھے نہ کوئی آنکھ مجھے شک کی نظر سے

میں نور مودّت ہوں شجاعت ہوں عطا ہوں
ہر ذرہ چمکتا ہے گذر جاؤں جدھر سے

لے آج سے تو زندہ علامت ہے وفا کی
عباسؑ نے دریا پہ لکھا خونِ جگر سے

یہ باب الحوائج ہیں جو پھیلاتا ہے دامن
بھر دیتے ہیں دامانِ تہی لعل و گہر سے
ملتی ہے اُسے دولتِ دیدارِ نجف بھی
لپٹے جو کوئی روضۂ عباسؑ کے در سے
لائے ہیں ظفرؔ ہدیہ تبریک سجا کے
اخلاص سے اُلفت سے سلیقے سے ہنر سے

قطعہ

اپنی منزل پہ ہے خونِ شہدا کی خوشبو
صحنِ کعبہ میں بسی کرب و بلا کی خوشبو
چومتے بھی ہیں جبیں اپنی جھکاتے بھی ہیں
اتنی دلکش ہے ظفرؔ خاکِ شفا کی خوشبو

قطعہ

بیاباں ہو گیا جل تھل ہوئی اشکوں کی ارزانی
خلش اتنی بڑھی دل کی لہو ہوتا گیا پانی
تاثر کربلا کا ذہن پر اُبھرا تو یہ دیکھا
زمیں جو سرخ تھی پہلے اچانک ہو گئی دھانی

منقبت حضرت عباس علیہ السلام

آج دنیا میں جو باقی دین اور ایمان ہے
یہ ابوطالبؑ اور اس کی آلؑ کا احسان ہے
پرچمِ عباسؑ کی اپنی نرالی شان ہے
فتح و نصرت کا علَم ہے عالمی پہچان ہے
اس لئے ہم پرچمِ عباسؑ کے سائے میں ہیں
یہ ہماری زندگی ہے یہ ہماری آن ہے
ہم اُٹھاتے ہیں علَم فرض مودّت جان کر
پرچمِ عباسؑ غازی شاملِ ایمان ہے
سرنگوں ہونے نہ دیں گے ہم علَم عباسؑ کا
بنتِ زہراؑ سے ہمارا عہد ہے پیمان ہے
ہو اگر ممکن تو میرے بھائی کا ثانی دکھاؤ
رہتی دنیا تک شہِ مظلوم کا اعلان ہے
مسخ جس نے کردیا اسلام کی تاریخ کو
دشمنِ آلِ نبیؐ نسلِ ابوسفیان ہے
دیکھ کر محفل کی رونق ایسا لگتا ہے ظفرؔ
محفلِ میلاد میں مولا مرا مہمان ہے

منقبت حضرت عباس علیہ السلام

مدحِ آلِ مصطفیٰؐ گنجینۂ انعام ہے
اس سے آگے اللہ اللہ بس خدا کا نام ہے

عافیت ہے زندگی ہے امن کا پیغام ہے
پرچمِ عباسؑ کیا ہے پرچمِ اسلام ہے

اے علمدارِ سپاہِ لشکرِ دینِ مبیں
تجھ سے اب بھی دشمنِ دیں لرزہ براندام ہے

پھیلتی جائے گی ہر جانب علَم کی روشنی
یہ تجلی ماورائے گردشِ ایام ہے

حوصلہ عباسؑ دیں گے اور دعا دیں گی بتولؑ
ہم عزا خانہ سجائیں یہ ہمارا کام ہے

چاکری عباسؑ کے در کی ملے کب دیکھیے
اب بھی اپنا یہ وظیفہ از سحر تا شام ہے

حضرت عباسؑ تو جامِ شہادت پی چکے
بدنصیبی نہر کی تھی نہر تشنہ کام ہے

منقبت حضرت عباس علیہ السلام

ہم ہیں دنیا میں دعائے فاطمہؑ کی روشنی میں
اس لئے محبوب ہے فرشِ عزا کی روشنی میں

بارگاہِ پاک میں ذکرِ وفا کے فیض سے
ہر در و دیوار پہ چھائی وفا کی روشنی

کہہ رہے ہیں یہ غلامانِ علمدارِ حسینؑ
رہنما غازی ہے تیرے نقشِ پا کی روشنی

آخری حجت خدا کی پردۂ غیبت میں ہے
چودہ معصومینؑ ہیں نورِ خدا کی روشنی

جانب منزل رواں رہتا ہے بے خوف و خطر
قلب میں جس کے بھی ہوتی ہے ولا کی روشنی

حشر تک جاری رہے گا خیر و شر کا معرکہ
یہ سبق دیتی ہے ہم کو کربلا کی روشنی

وقتِ نزاع آتے ہیں مولا علیؑ امداد کو
قبر میں کام آتی ہے خاک شفا کی روشنی

منقبت حضرت عباس علیہ السلام

ہم سرِ بزم کیا کرتے ہیں اس کا اظہار
آلِ عمرانؑ سے ہے گلشنِ ایماں میں بہار

خواہشِ حیدرِ کرّارؑ ہوئی ہے پوری
فرش سے عرش تلک یوں ہے ضیائے انوار

نامِ عباسؑ ہے اور چاند بنی ہاشم کا
تین معصوموں کے کردار کا آئینہ دار

برق بھی اُسکا تعاقب نہیں کرپاتی تھی
جنگ میں چلتی تھی یوں ابنِ علیؑ کی تلوار

جراتِ غازی پہ ہیں شیرِ خدا بھی نازاں
جز امامت کے ہر اک رخ سے مکمل کرّار

اِس طرح مشک و علم لے کے سوئے نہر چلا
دستِ عباسؑ میں تھی تیغِ علیؑ کی جھنکار

میرے غازی نے جو کھینچا تھا زمیں پر اِک خط
کس میں ہمت تھی کہ کرسکتا کوئی اُس کو پار

کاش غازی ہی سے مل جائے غلامی کی سند
ان کے آقا ہیں جوانانِ جناں کے سردار

جو نبیؐ نے کیا اعلان غدیرِ خُم میں
کیا بھلا اُس سے مسلمان کرے گا انکار؟

ہم کو قرآں میں نظر آئے فضائل ان کے
چودہ معصوموں کا کرتے ہیں اَزَل سے اقرار

ان کو آنا ہے وہ آئیں گے یقیں ہے مجھ کو
منتظرؑ کے لئے رہتے ہیں مسلسل بیدار

صدقۂ شاہِ شہیداں ہوں یہی حسرت ہے
میرے ماں باپ بھی اولاد بھی ہوجائے نثار

آخری وقت میں زہراؑ نے کہا زینبؑ سے
میرے عباسؑ کو کرنا مری جانب سے پیار

جو بھی ممکن ہوا لکھ لایا عقیدت سے ظفرؔ
بارگاہِ ابوطالبؑ کی نذر یہ اشعار

قطعہ

بنی ہاشم کے قمر پیکرِ ہمت عباسؑ
ہو بہو شیرِ الٰہی کی ہیں صورت عباسؑ
ڈھارسِ اہلِ حرم قوتِ بازوئے حسینؑ
کس قدر اوج پہ ہے آپ کی قسمت عباسؑ

منقبت حضرت عباس علیہ السلام

یہ ہے بزمِ وفا دل میں وفا کی روشنی رکھنا
سرِ محفل خِرد کے روبرو دیوانگی رکھنا

طلب ہی علم کی دراصل ہے معراج انسانی
ہمیشہ بابِ شہرِ علم سے وابستگی رکھنا

محبانِ ابوطالبؑ کو یہ اعزاز حاصل ہے
ثقافت علم تہذیب و ادب شائستگی رکھنا

بنی ہاشم کا کہتے ہیں قمر آلِ عبا جس کو
ادب کے ساتھ اُس در پر ہمیشہ عاجزی رکھنا

کہا عباسؑ کو اپنا پسر بنتِ پیمبرؐ نے
بسا کر قلب میں اُلفت اُسی کی دائمی رکھنا

ہمیں یہ سیرتِ آلِ نبیؐ سے درس ملتا ہے
ضروری ہے عمل؛ سے علم کا وابستگی رکھنا

سرِ محفل قسم کھا کر کہو اچھا نہیں لگتا
منافق سے کسی مومن کا ہرگز دوستی رکھنا

خلوصِ قلب سے اجرِ رسالت کو ادا کر کے
گروہی اختلافی کام سے بیگانگی رکھنا

ولادت ہے شہنشاہِ وفا عباسؑ غازی کی
خوشی کے آنکھ میں آنسو لبوں پر تشنگی رکھنا

تقاضہ ہے نبیؐ کی آل سے اُلفت کا یہ ہر دم
بصیرت کے لئے تم قلب کی آنکھیں کھلی رکھنا

یہاں بھی کام آئے اور لحد میں بھی ملے راحت
مسلسل اس طرح کی ہو تو جاری نوکری رکھنا

عہد یہ کر چکا ہوں پرچمِ غازی کے سائے میں
ظفرؔ شفاف آئینے سے اپنی شاعری رکھنا

قطعہ

مقصدِ خلقت ہمارا ہے عزائے اہلبیتؑ
خود کیا کرتے تھے پیغمبرؐ ثنائے اہلبیتؑ
ہم تو کچھ کہتے نہیں پوچھو ذرا قرآن سے
کون ہے تقلید کا مرکز سوائے اہلبیتؑ

maablib.org

حضرت عباسِ علمدارؑ

مشہور ہے عالم میں علمدار کا پرچم
دراصل ہے یہ حیدرؑ کرار کا پرچم
سرکارِ دوعالم کی قسم ہے یہ حقیقت
عباسؑ کا پرچم بھی ہے سرکار کا پرچم

ہے خون سے رنگین مگر رعب تو دیکھیں
یک لخت زمیں بوس ہو اغیار کا پرچم
ہے اس کی بلندی پہ فلک دیدۂ حیراں
ایسا ہی ہوا کرتا ہے سردار کا پرچم

سہمے ہوئے رہتے ہیں عدو اس کے سبب سے
لاریب کہ ہے لشکرِ جرار کا پرچم
احساسِ تحفظ کو ملے تازہ ضمانت
آئے جو خیالوں میں علمدار کا پرچم

دھجی کے برابر بھی نہیں اس کے مقابل
تیمور کا چنگیز کا تاتار کا پرچم
دشمن کے عزائم کو کچلنے کے لیے ہے
کہتا ہوں ظفرؔ میں اسے للکار کا پرچم

منقبت امام زین العابدینؑ

نورِ علم و آگہی پھیلا گئے زین العباؑ
مقصدِ خلقت ہے کیا بتلا گئے زین العباؑ

شہر باتو ہو مبارک آپ کو یہ طفلِ نو
عابدوں کی بن کے زینت آگئے زین العباؑ

اِک صحیفہ دے گئے انسانیت کے واسطے
کس طرح مانگیں دعا سکھلا گئے زین العباؑ

صبر کی طاقت سے ظلم و جبر کو دی ہے شکست
کائناتِ صبر پہ یوں چھا گئے زین العباؑ

کربلا کی آگہی ہے دینِ حق کی آگہی
فکرِ انساں کو یہی سمجھا گئے زین العبا

منہ چھپائے پھر رہے ہیں آج بھی باطل پرست
اس طرح سے آئینہ دکھلا گئے زین العباؑ

اب قیامت تک اسے کوئی جھکا سکتا نہیں
پرچمِ حق اس طرح لہرا گئے زین العباؑ

مٹ گیا ظالم جہاں سے بیعتِ فاسق کے ساتھ
شام کے دربار میں دفنا گئے زین العباؑ

منقبت امام زین العابدینؑ

پیکر صبر و رضا سجادؑ ہے
ضبط غم کی انتہا سجادؑ ہے
مرتضیٰؑ شبیرؑ اور شبرؑ کے بعد
عکسِ نور مصطفیٰؐ سجادؑ ہے

پنجتنؑ کے بعد بزمِ دہر میں
دینِ حق کے رہنما سجادؑ ہے
سارا عالم گوش بر آواز ہے
بے نواؤں کی نوا سجادؑ ہے

گنبدِ افلاک میں جو تاابد
کم نہ ہوگی وہ صدا سجادؑ ہے
گامزن ہے راہِ حق پر قافلہ
قافلے کا حوصلہ سجادؑ ہے

مستجابِ خالق ارض و سما
شہرباتو کی دعا سجادؑ ہے
متصل نورِ ہدایت اے ظفرؔ
بعدِ شاہِ کربلا سجادؑ ہیں

منقبت امام محمد باقر علیہ السلام

آغوش میں علیؑ کی محمدؐ جو آگئے
تازہ گلاب صحن چمن میں کھلا گئے
سوئے ہوئے ضمیر کو باقرؑ جگاگئے
کتنے ہی ضالین رہِ راست پاگئے
آخر تو باب علم کے وارث تھے آپؑ بھی
علامگانِ دہر کو نیچا دکھا گئے
طوفانِ جہل لاکھ مزاحم ہوا مگر
باقرؑ بہ فیضِ علم سفینہ بچاگئے
ہر ظلم پر امامؑ نے شکرِ خدا کیا
دنیا کوظلم و جہل سے لڑنا سکھاگئے
سینہ بہ سینہ علم ملا بابِ علم سے
ظلمت کدہ میں علم کی شمعیں جلاگئے
سمجھاگئے جہاں کو ہر اک مسئلے کا حل
جھوٹی طریقتوں کی عمارت گراگئے
کتنے ہیں خوش نصیب ظفر مدح کے لئے
ہم پانچویں امام کی محفل میں آگئے

منقبت امام جعفر صادق علیہ السلام

بہارِ گلشنِ ایماں امامِ جعفر صادقؑ
دلِ مومن میں ہیں مہماں امامِ جعفر صادقؑ

جہاں میں جا بہ جا شمعیں جلائیں علم کی جسنے
وہ محکم آیتِ یزداں امامِ جعفر صادقؑ

پدر باقرؑ ہیں ان کے اور زین العابدینؑ دادا
حسینی فکر میں یکساں امامِ جعفر صادقؑ

ششم نائب نبیؐ کے اور صادقؑ کا لقب پایا
ہیں یہ بھی بولتے قرآں امامِ جعفر صادقؑ

دعائیں آپ ہی کے واسطے سے کر رہے ہیں ہم
ہوں سب کی مشکلیں آساں امامِ جعفر صادقؑ

لٹاتے ہی رہے وہ علم و حکمت کے خزانے کو
فروغِ علم کی ہیں جاں امامِ جعفر صادقؑ

ظفرؔ بھی آپ کے در پر بھکاری بن کے آیا ہے
عطا ہو جائے کچھ عرفاں امامِ جعفر صادقؑ

منقبت امام علی رضا علیہ السلام

ولایت چراغِ ہدایت ہے اب تک
تسلسل سے جاری امامت ہے اب تک

نبیؐ اور آلِؑ نبی سے ہے اُلفت
دلوں پر اُنہی کی حکومت ہے اب تک

مقدس کا جو اَوج مشہد نے پایا
یہ مولا رضاؑ کی بدولت ہے اب تک

سرِ بزم جامِ ولا پی رہے ہیں
یہ قسمت سے حاصل سعادت ہے اب تک

ہمیں کیا مٹائیں گے یہ دنیا والے
نگہباں ہماری امامت ہے اب تک

علیؑ کی ولایت نے بخشا ہوا ہے
دلوں میں جو عزمِ شہادت ہے اب تک

جہنم کی راہوں پہ محوِ سفر ہیں
وہ جن کے دلوں میں کدورت ہے ابتک

غمِ شاہِ دیں زندگی کا ہے مقصد
یہی تو ہماری ضرورت ہے اب تک

منقبت امام علی رضا علیہ السلام

سمٹ کر اہلِ ایماں جب خراسانِ رضاؑ پہنچے
انہیں منزل ملی جو زیرِ دامانِ رضاؑ پہنچے

جب آئے گیارہویں ذیقعد برپا یوں کرو محفل
ہر اِک اہلِ خرد تک عظمتِ شانِ رضاؑ پہنچے

کُھلا ہے میکدہ آج آٹھویں ساقی کی آمد پر
وِلا کے جام پینے سب محبانِ رضاؑ پہنچے

ہوا محسوس یوں جیسے کہ جنّت میں ہوئے داخل
مشہد کی سرزمیں پر جب غلامانِ رضاؑ پہنچے

انہیں دانائی حکمت علم و عرفاں ہوگیا حاصل
خلوصِ دل سے جو انساں دبستانِ رضاؑ پہنچے

علیؑ والوں غرور و نخوت باطل کچل ڈالو
تمام عالم میں ہر انساں کو فرمانِ رضاؑ پہنچے

جہاں میں نصرتِ مظلوم میں ظالم سے ٹکرانے
کفن باندھے سروں سے جانثارانِ رضاؑ پہنچے

فضا مہکی وہاں پر ہوگئی انوار کی بارش
گُلِ مدحت لئے جس جا ثنا خوانِ رضاؑ پہنچے

منقبت امام علی رضا علیہ السلام

نبیؐ و آلِؑ نبیؐ اور خدا کی بات کرو
سُرور و کیف میں جامِ ولا کی بات کرو

امام آٹھویں ہیں اور گیارہویں ذیعقد
مناؤ جشنِ ولادت رضاؑ کی بات کرو

نظر میں پھرتے ہیں مشہد و طوس کے جلوے
پیامِ امن مہکتی فضا کی بات کرو

وہی ہیں شاہِ خراسان والیؑ مشہد
جہادِ فکر میں اُس نقشِ پا کی بات کرو

فرشتے بھی جہاں خیرات لینے آتے ہیں
اُسی گھرانے کے جود و سخا کی بات کرو

نصیب تم کو بھی ہوجائے گی شفا یابی
خلوصِ دل سے جو بابِ شفا کی بات کرو

ہر ایک سانس سے پیہم صدا یہ آتی ہے
مشہد مدینہ نجف کربلا کی بات کرو

رضائے رب کے لئے محفلِ رضاؑ میں ظفرؔ
وفا پرستوں حدیثِ کساء کی بات کرو

منقبت امام علی رضا علیہ السلام

ہے زباں پر مدحتِ مولا رضاؑ
اور دل میں اُلفتِ مولا رضاؑ

اذن لے کر قم سے مشہد جائیے
ہوگی حاصل قربتِ مولا رضاؑ

آٹھویں نسلِ امامت کی کڑی
ہم سے پوچھو عظمتِ مولا رضاؑ

کرخی نے نعلینِ مولا کے طفیل
خوب پائی صحبتِ مولا رضاؑ

دونوں عالم میں رہیں گے سرخرو
طالبانِ سیرتِ مولا رضاؑ

دل میں حسرت ہے کہ پھر اِک بار میں
دیکھ آؤں جنّت مولا رضاؑ

موت آسکتی نہیں ہم کو ظفرؔ
جاوداں ہے نسبتِ مولا رضاؑ

منقبت امام علی رضا علیہ السلام

پڑھتا ہوں منقبت میں اللہ کے کرم سے
مجھ پر ہے یہ عنایت مولا رضاؑ کے دم سے

انوارِ پنجتنؑ ہیں ہر ایک شے سے پہلے
روشن ہے یہ روایت مولا ترے حشم سے

جو کچھ ہے ان کی مرضی وہ مرضیٔ خدا ہے
اہلِ حرم نہیں ہیں ہر گز جدا حرم سے

آلِ نبیؐ کی اُلفت جس دل میں موجزن ہے
پائیں گے وہ فراغت دنیا کے رنج و غم سے

رکھتے ہیں بغض جو بھی "اولادِ مصطفیؐ" سے
کیا بات کرسکیں گے نظریں ملا کے ہم سے

ہم دشمنانِ دیں کو لفظوں سے مارتے ہیں
لیتے ہیں کام جب بھی تلوار کا قلم سے

ہم ہیں دعائے زہراؑ ہم طالبِ شہادت
وابستگی ہمیں ہے عباسؑ کے علم سے

دل مضطرب بہت ہے اِک بار پھر بلالیں
لکھو ظفرؔ عریضہ مولا کو چشمِ نم سے

منقبت امام علی رضا علیہ السلام

اِک شہر بے مثال ہے مشہد جہان میں
جو ہے رضائے رب سے رضاؑ کی امان میں

لیتے ہیں نام اِس کا ادب سے مہ و نجوم
ذکرِ زمین ہوتا ہے جب آسمان میں

کاظمؑ کے نورِ عین کے ڈر سے نہیں چلا
رکھا ہوا ہے تیر عدو نے کمان میں

صبرِ رضاؑ سے کھا گیا مامون بھی شکست
تلوار اُس کی رہ گئی چھپ کر میان میں

نادِ علیؑ کے فیض سے ہوتے ہیں کامیاب
شعیان بوتراب ہر اِک امتحان میں

دوشِ نبیؐ پہ آئے نظر ہر نگاہ کو
یہ ظاہری سند ہے امامت کی شان میں

ختم الرسل تا مہدیِ آخر خدا گواہ
یکساں ہیں سب کی سیرتیں اس خاندان میں

اہلِ کسا ازل ہی سے مخصوص ہو چکے
اغیار آسکیں گے نہ اس سائبان میں

پڑھتا ہوں جب دُرود محمدؐ کی آلؑ پر
آتی ہے تازگی سی مرے جسم و جان میں
مولائے کائنات بلا فصل ہیں علیؑ
اعلان کیوں نہ ہو یہ ہماری اذان میں
کافر کہے علیؑ کے پدر کو اگر کوئی
اُس کو جواب دو خود اُسی کی زبان میں
جس دل میں اہلبیتؑ کی اُلفت نہ ہو ظفرؔ
گویا بجھا چراغ ہے خالی مکان میں

قطعہ

آج کے ممدوح کی سنیئے نشانی ایک اور
وہ مٹادے گا زمانے سے نشانِ ظلم و جور
کیا کسی کا ذکر کیجئے اس کے آگے اے ظفرؔ
تا ابد جس کی حکومت تا قیامت جس کا دور

maablib.org

منقبت امام محمد تقی علیہ السلام

فرزند ہیں علیؑ کے محمدؐ ہے ان کا نام
دسویں رجب کو آئے جہاں میں نویں امام
آغوشِ خیزران سے پھیلی ضیائے نور
تاریک جتنے جادے تھے روشن ہوئے تمام
تازہ بہار آئی امامت کے باغ میں
پڑھیے دُرود مل کے ادا کیجئے سلام
اوّل سے تابہ مہدیؑ آخر ہر ایک نے
ٹھکرا دیا حکومتِ باطل کا ہر نظام
تقویٰ بھی ہے یہی ، یہی کردار اہلبیتؑ
لیتے نہیں عدو سے بھی یہ لوگ انتقام
ساقی ترے کرم کا طلب گار میں بھی ہوں
میخانہ ولا سے مجھے بھی عطا ہو جام
اس طرح سے ہم اجرِ رسالت ادا کریں
آلِ نبیؐ کے ذکر میں گزریں یہ صبح و شام
تسکینِ قلب و جاں ہے ظفرؔ منقبت مری
اجر و ثواب لطف و کرم حاصلِ کلام

منقبت امام حسن عسکری علیہ السلام

پھر زمیں پہ کِھلا ایک تازہ گلاب
پھر فلک پہ کُھلا اک درِ مستجاب
پھر خدا نے اُتاری ہے روشن کتاب
آج ابھرا فلک پہ نیا آفتاب
یہ مسرت کی جا ہے نقیؑ کے لئے
جشن ہے یہ حسن عسکریؑ کے لئے

ماہِ ایماں ہیں روشن جبیں آپ ہیں
بارہویں نورِ حق کے امیں آپ ہیں
حرفِ حق ہیں کتابِ مبیں آپ ہیں
دل ہمارے ہیں لیکن مکیں آپ ہیں
آج کا دن مبارک ہے میرے لئے
ایک میرے نہیں بلکہ سب کے لئے

معتمد تھا زمیں آپ تھے آسماں
حاکمِ وقت وہ آپ شاہِ زماں
وہ عجم بالزماں آپ رطب اللساں
آپ آقا و مولائے کُل مومناں
وہ گنہگار تھا آپ معصومؑ تھے
وہ تو ظالم تھا اور آپ مظلومؑ تھے

شر سے اغیار کے اب بچا لیجئے
معجزہ ایک اپنا دکھا دیجئے
اب خدا سے خدارا دعا کیجئے
منتظرِ جن کے سب ہیں انہیں بھیجئے
اب ہمیں قوتِ عسکریؑ چاہیے
جیشِ ابلیس پر برتری چاہیے

جس گھرانے سے سب کو نبوّت ملی
تا قیامت کتابِ ہدایت ملی
آج اسی در سے ہم کو امامت ملی
اور حسنؑ بن علیؑ کی ولایت ملی
وہ جو آئے ظفرؔ اس مہینے میں آج
وہ جو مہماں ہوئے ہیں مدینے میں آج

منقبت امام زمانہ علیہ السلام

امامِ وقت اُجالوں سے پیار رکھتے ہیں
تو ہم بھی شمع سرِ رہگذار رکھتے ہیں

ہمیں ہے فخر کہ ہم گلشنِ رسالت میں
روش روش پہ گُلِ نو بہار رکھتے ہیں

کِھلا کے پھول عقیدت اور احترام کے ہم
ہوائے صحنِ چمن مشکبار رکھتے ہیں

جو ان کے جد کو تھا حاصل تصرفِ اولیٰ
امامِ عصرؑ وہی اختیار رکھتے ہیں

ظہورِ عام کی ساعت قریب ہے شاید
جو حق پسند ہیں وہ اعتبار رکھتے ہیں

فقط زباں پہ نہیں اہلبیتؑ کو ہم لوگ
دیارِ دل میں بصد افتخار رکھتے ہیں

نہیں ہے غیبتِ کبریٰ پہ شک انہیں جو لوگ
عقیدۂ شہؑ دلدل سوار رکھتے ہیں

خدا کے حکم سے حدِ مکاں سے ہیں آزاد
امامِ وقت ہمہ اختیار رکھتے ہیں

بہ شکلِ نقشِ کفِ پا علیؑ کے متوالے
جلا کے شمعیں سرِ رہ گذار رکھتے ہیں
عدوئے آلِ نبیؐ مدح لکھ نہیں سکتے
اُٹھا کے اپنا قلم بار بار رکھتے ہیں
امام آئیں گے آنا ہے اس یقین کے ساتھ
دیئے جلا کے شبِ انتظار رکھتے ہیں
منافقانہ روش پر جو گامزن ہیں ظفرؔ
انا پرستی کا دل میں غبار رکھتے ہیں

قطعہ

پیغام یہی سارے جہاں کو ہے صبا
باطل کے لئے حیدری نعرہ ہے دھماکہ
ہر دشمنِ شبیرؑ لرز جاتا ہے سن کر
ہو ذکرِ جہاں منتقمِ کرب و بلا کا

maablib.org

منقبت امام زمانہ علیہ السلام

تم اپنی پہلے نگاہیں وفا شعار کرو
پھر انتظار کے لمحوں کا بھی شمار کرو
ضرور آئیں گے دل کو یقین کامل ہے
امامِ وقت کے آنے کا انتظارکرو
یہ زندگی ہے سفر اور سفر میں ہیں ہم لوگ
متاعِ زیست کو اپنی سدا بہار کرو
خدائی اذن کے محتاج ہیں مرے مولاؑ
یہ بات سمجھو تقاضہ نہ بار بار کرو
تمہارے بعد بھی جاری رہے جو محشر تک
کوئی تو کام زمانے میں یادگار کرو
امامِ عصرؑ بتولؑ اور رسولؐ ہوں راضی
ہمیشہ طرزِ عمل ایسا اختیار کرو
ہے کارِ اجرِ رسالت مودّتِ قربیٰ
خدا کے واسطے اس کو تومت ادھار کرو
نبیؐ و آلِ نبیؐ ہیں شریک محفل میں
نظر جھکاؤ نگاہیں نہ اپنی چار کرو

وہ جس کا فیض تمہیں آخرت میں ہو حاصل
بصد خلوص کوئی ایسا کاروبار کرو

غمِ حسینؑ کی دولت سے ہو کہ مالا مال
غمِ جہاں کو نہ سر پر کبھی سوار کرو

گروہ بندیاں یہ مجلس و محافل میں
منافقانہ روش سے نہ آشکار کرو

جہاں میں آخری حجت کی آج آمد ہے
جو بے خبر ہیں ظفرؔ اُن کو ہوشیار کرو

قطعہ

مدح خواں جب منقبت کے پھول برسانے لگے
اہلِ محفل شاد ہو کر وجد میں آنے لگے
آج ہے جشنِ ولادت اصغرؑ معصوم کا
اے ظفرؔ پلکوں پہ کیوں اشکوں سے لہرانے لگے

منقبت امام زمانہ علیہ السلام

ہو گلشنِ حیات میں آمد بہار کی
ہر سانس میں تڑپ ہے بہت انتظار کی

فرعونیت مزاج ہیں یہ ظالمانِ دہر
سمجھیں گے یہ زبان فقط ذوالفقار کی

آلِ نبیؐ کا ذکر مٹانے کے واسطے
سفیانیت پرستوں نے کوشش ہزار کی

یارب امامِ وقت کو اِذنِ ظہور ہو
ہے خواہشِ دلی یہ ہر اک دیندار کی

مولا ہمارے آج بھی موجود ہیں یہاں
غافل ہیں ہم، نظر پہ ہے چادر غبار کی

باطل سے حق کا آج بھی جاری ہے معرکہ
حق پر فدا ہوں بات ہے یہ افتخار کی

نعلینِ سیدہؑ کا رہے سر پہ سائباں
حسرت ہوکاش پوری دلِ بےقرار کی

ہم ہیں ادائے اجرِ رسالت پہ کاربند
توفیق دی ہوئی ہے یہ پروردگار کی

ہیں منتظرؑ کے عرش پہ عیسیٰؑ بھی منتظر
جو آخری شبیہ ہیں دلدُل سوار کی

اشکِ غمِ حسینؑ شفاعت کا ہے سبب
اس میں نہیں کسی کو بھی مہلت اُدھار کی

سب دشمنانِ آلِ نبیؐ کے لئے ظفرؔ
ہم نے زبان و دل سے سدا بے شمار کی

قطعہ

ہے شہیدانِ وفا کا تذکرہ اب چار سُو
دیکھ لیں پھیلی ہوئی ہے آج گھر گھر روشنی
علم کا گھر ہے مدینہ ابرِ رحمت ہے نجف
کربلا نورِ ہدایت ذکرِ سرورؑ روشنی

قطعہ

فرصت ملی جو دل کو ذرا شورو شین سے
آئی نویدِ نو چمن صادقین سے
سات آسماں سے رنگ برسنے لگے ظفرؔ
خوشبو اُڑا کے لائی ہوا کاظمین سے

منقبت امام زمانہ علیہ السلام

نبیؐ کا قول ہے اور حکمِ کردگار بھی ہے
امامِ وقت کو ہر شے پہ اختیار بھی ہے
وہی دراصل شریعت کا ذمہ دار بھی ہے
بہارِ دیں بھی نمائندہ بہار بھی ہے
ہر ایک فتنۂ باطل کا سر قلم ہوگا
امامِ عصرؑ کے ہاتھوں میں ذوالفقار بھی ہے
خدا کے حکم سے اب آ بھی جایئے مولا
غمِ جدائی میں ہر قلب بے قرار بھی ہے
انہی کے جَد پہ ہوا خاتمہ نبوت کا
یہی تو ختمِ امامت کا تاجدار بھی ہے
اُسی کے آنے کا سب انتظار کرتے ہیں
جو منتقم ہے شہیدوں کا سوگوار بھی ہے
عریضہ اشکوں سے لکھتا ہوں اس لئے مولا
قبولیت کے لئے وقت سازگار بھی ہے
مری نگاہوں سے پردہ ذرا ہٹادیجئے
لبِ ظفرؔ پہ دعا چشم اشکبار بھی ہے

منقبت امام زمانہ علیہ السلام

حجتِ آخر وارثِ قرآں اِذنِ الٰہی پائے تو
ظلم کے بادل چھٹ جائیں گے آنے والا آئے تو

پوری ہو جائیں گی مرادیں ایمان وایقان کے ساتھ
بابِ شہرِ علم پہ کوئی دامنِ دل پھیلائے تو

شمعِ امامت کے پروانے پھیلے ہیں سارے عالم میں
زیرِ علم سب آجائیں گے پرچمِ حق لہرائے تو

عقل و خرد سے بیگانہ سمجھیں گے اُسے اربابِ نظر
عرش سے آنے والی رحمت کوئی اگر ٹھکرائے تو

مجھ تک آنے سے پہلے ہی راحت میں ڈھل جائے گی
نادِ علیؑ تو یاد ہے مجھ کو کوئی مشکل آئے تو

مدح امامِ عصرؑ سناؤں بیٹھ کے اُن کے قدموں میں
خواب میں اکثر دیکھا ہے تعبیر بھی گر ملجائے تو

شہرِ علم کے در سے پائی ہم نے بھی خیرات ظفرؔ
شہرِ سخن خوشبوئے مودّت سے کوئی مہکائے تو

منقبت امام زمانہ علیہ السلام

ایمان میں شامل بھی ایقان کا حاصل ہے
وہ مہدیِ برحق ہے وہ ہادیِ کامل ہے
اللہ! کی حجت کے ہم آج ثنا خواں ہیں
کیا شان ہے مولا کی کیا رونقِ محفل ہے
وہ ختمِ نبوت ہو یا ختمِ امامت ہو
اُس اسمِ مبارک سے مانوس مرا دل ہے
افسانہ سمجھتا ہے جو غیبتِ کبریٰ کو
اسلام کا دشمن ہے ایمان کا قاتل ہے
وہ پردہ نشیں آکر بدلے گا زمانہ کب
اس وقت یہ دنیا تو پابندِ سلاسل ہے
کشتی کے مسافر ہیں سب اُس کے تمنائی
اس دورِ طلاطم میں جو امن کا ساحل ہے
وہ بچ نہیں سکتا ہے سرمن کے مجاہد سے
باطل کا جو حامی ہے اور حق کے مقابل ہے
جو آخری وارث ہے قرآن و پیمبرؐ کا
مجھ کو ہے یقیں وہ خود اس بزم میں شامل ہے

منقبت امام زمانہ علیہ السلام

سطحِ قرطاس پر اب بارشِ رحمت ہوگی
منقبت آج بتقریب ولادت ہوگی
بارہویں مہر جہاں آپ کی رویت ہوگی
بعد از حمد و ثنا شاہ کی مدحت ہوگی
عالمِ چرخ پہ جس نور کی شہرت ہوگی
دور دنیا کی اُسی نور سے ظلمت ہوگی
ہفتِ اقلیم پہ قائم جو حکومت ہوگی
ربِ کعبہ کی حقیقت میں ریاست ہوگی
ہادیِ دیں کے توسط سے ہدایت ہوگی
پوری ہر طرح سے اللہ کی حجت ہوگی
اہلِ ایمان کو جنت کی بشارت ہوگی
پھر کہیں عالمِ امکاں میں قیامت ہوگی
عسکری طرز کی دنیا میں قیادت ہوگی
نرجسی نور کی اُس روز ہی طلعت ہوگی
اے خوشا کیسی وہ پُرشوق عبادت ہوگی
سب سے آخر کے محمدؐ کی زیارت ہوگی

آخری نور سے تکمیلِ رسالت ہوگی
حدِ آفاق میں تعمیل شریعت ہوگی
رونق افروز رسولوں کی جماعت ہوگی
قائمِ آلِ محمدؐ کی امامت ہوگی

حکمراں تختِ دو عالم پہ شریعت ہوگی
ہاتھ باندھے ہوئے دنیا کی خلافت ہوگی
اہلِ ایمان کو کس درجہ مسرّت ہوگی
ختم ابلیس کی جس روز شرارت ہوگی

کوئی سازش نہ کمیٹی نہ سیاست ہوگی
حق بہ حقدار کے مصداق حکومت ہوگی
اور میزان ولایت و امامت ہوگی
پنجتنؑ پاک سے بھرپور مودّت ہوگی

آلؑ سے جس کو بھی تھوڑی سی عداوت ہوگی
اُس کی شامت ہی نہیں اُس کی مرمت ہوگی
منقبت ایسی حسیں ہے کہ سماعت ہوگی
اور محشر میں ظفرؔ تیری شفاعت ہوگی

maablib.org

منقبت امام زمانہ علیہ السلام

آج وہ فخرِ زمین و آسماں آنے کو ہے
گلشنِ دیں میں بہارِ جاوداں آنے کو ہے
سارے آثار و قرائن کہہ رہے ہیں برملا
پردہ اُٹھے گا امیر دو جہاں آنے کو ہے
آنکھ کھولے گا زمانہ اک نئے انداز سے
دفعتاً جیسے تنِ بے جاں میں جاں آنے کو ہے
کیوں نہ ہو کون و مکاں میں تہنیت کی سی فضا
جانشینِ ہادیِ کون و مکاں آنے کو ہے
معنی و مفہوم قرآں منکشف ہوجائیں گے
وارثِ قرآں بطور ترجماں آنے کو ہے
اُسکا ہر حُسنِ عمل ہوگا صراطِ مستقیم
حق ہے جس کے ساتھ اب وہ رازداں آنے کو ہے
ختم سمجھو ظالموں اپنی عملداری کے اب
کائناتِ عدل کا روحِ رواں آنے کو ہے
رحمت العالمیں کا بارھواں نائب ہے جو
چودہ معصومین میں اب چودھواں آنے کو ہے

منقبت امام زمانہ علیہ السلام

نہ جانے کب تلک جاری رہے گی غیبتِ کُبریٰ
بہت ہی شاق ہے دل پر الٰہی غیبتِ کُبریٰ
خدا چاہے تو ہوجائے مثالی غیبتِ کُبریٰ
رموزِ کبریائی ہے امامی غیبتِ کُبریٰ
ذرا قربِ قیامت سے نہ ہم کو اے دلِ ناداں
قیامت ہوگئی ہے یہ ذراسی غیبتِ کُبریٰ
نگاہِ مضطرب منزل کو چُھولے گی بیک جنبش
اگر رستے سے ہٹ جائے ہماری غیبتِ کُبریٰ
حقیقت آشنا دل جانتا ہے اس حقیقت کو
بصیرت کی نظر میں ہے مجازی غیبتِ کُبریٰ
میں اپنے قیدِ ہستی کی درازی کی دعا مانگوں
اگر تو مختصر کردے الٰہی غیبتِ کُبریٰ
قسم ہے ربِ کعبہ کی عریضہ ہم نہ بھیجنگے
حضوری سے بدل جائے جواب کی غیبتِ کُبریٰ
اگر شک ہے ہمارے بارہویں پر تو مسلمانوں
کہاں رکھو گے عیسیٰؑ کی اساسی غیبتِ کُبریٰ

زیارت کے لئے بے چین ہیں اہلِ جہاں اُن کی
مرا پیغام پہنچادے زبانی غیبتِ کُبریٰ
اُنہیں محسوس کرتا ہوں قدم بوسی بھی ہوتی ہے
مجھے چلمن کی جیسی ہے جدائی غیبتِ کُبریٰ
کُھلی آنکھوں سے اپنا قتل ہوجانا بھی دیکھیں گے
یہ استہزہ جو کہتے ہیں سیاسی غیبتِ کُبریٰ
ظفرؔ کہہ دو امامِ عصرؑ کی نسبت سے منجانب
تری خدمت میں حاضر ہے سلامی غیبتِ کُبریٰ

قطعہ

ہے رجب کی پانچویں تاریخ آج
آج پھر آئی ہے گلشن میں بہار
ہے نقیؔ اسمِ مسمّٰی اے ظفرؔ
"ہرگنہ سے پاک خالص دین دار"

منقبت امام زمانہ علیہ السلام

اے ربِ لایزال کی حجت مرا سلام
اے اعتبارِ پردۂ غیبت مرا سلام
اے وارثِ کتاب و شریعت مرا سلام
اے آخری چراغِ ہدایت مرا سلام
شاید ترے ظہور کی ساعت قریب ہے
اے رازدارِ یوم قیامت مرا سلام
چمکے مرا نصیب بھی ہوجائے گر کبھی
مقبولِ بارگاہِ مشیت مرا سلام
اے وہ کہ غیب میں بھی ہے مختار ہر وجود
اے کُل حقیقتوں کی حقیقت مرا سلام
تائیدِ مصطفیؐ سے خدا کی سند کے ساتھ
مسند نشینِ تختِ خلافت مرا سلام
تو مصلحت سمجھتا ہے خود اپنے غیب کی
اے نظمِ کائنات کی حکمت مرا سلام
اے کُلنا کے آخری مظہر سلام لے
اے بارھویں شبیہۂ رسالت مرا سلام

منقبت امام زمانہ علیہ السلام

میرے لئے نجات کا سامان ہوگیا
میں حجتِ خدا کا ثنا خوان ہوگیا

اُبھرا اُفق پہ ساتھ لئے اِک پیامِ خاص
مجھ کو عزیز تر مہہ شعبان ہوگیا

اعجازِ اہلبیتؑ کا قائل نہیں تھا جو
مولا کے طولِ عمر پہ حیران ہوگیا

باغِ علیؑ ہرا ہے ہرا ہی رہے گا اب
باطل سمجھ رہا تھا کہ ویران ہوگیا

احمدؐ کا لعل امام ہو عیسیٰؑ ہوں مقتدی
اللہ! کا رسول سے پیمان ہوگیا

قائم رہے گا روزِ قیامت تلک امام
جاری خدا کے حکم سے فرمان ہوگیا

صحرائے دل پہ بارشِ انوار ہوگئی
صحرا ہجومِ گل سے گلستان ہوگیا

تصویرِ نورِ چشمِ تصور نے کھینچ لی
اب انتظار آپ کا آسان ہوگیا

دنیا کو نورِ حق سے منوّر کریں گے آپ
پختہ کچھ اور اب مرا ایمان ہوگیا
جو بندۂ خدا ہے اُسے مل گیا سکوں
طاغوت کا غلام پریشان ہوگیا
ہے غم کے ساتھ لذّتِ غم کا شعور بھی
جینا ظفرؔ محال تھا آسان ہوگیا

قطعہ

فرش سے تا عرش جو جلوہ فگن ہے آج نور
دل ہر اک مومن کا گویا ہوگیا ہے رشکِ طور
ظلم و ابتدا بڑھتے جارہے ہیں چار سُو
یہ قرائن کہہ رہے ہیں ہونے والا ہے ظہور

قطعہ

گلشنِ رشد و ہدایت کے گُل تازہ نقیؑ
دوسرے الفاظ میں کہیے انہیں ابنِ تقیؑ
پانچویں ماہِ رجب بھی اِک حوالہ ہے ظفرؔ
راحتِ قلب و نظر میں اِک محمدؐ اِک علیؑ

منقبت امام زمانہ علیہ السلام

شمس و مہ و نجوم سبھی کرتے ہیں سلام
میرا امام سارے زمانے کا ہے امام
غیبت میں بھی ہیں رہبرِ کونین صبح و شام
کرتے ہیں مومنوں کی ہدایت کا اہتمام

ممکن نہیں عریضہ نہ پہنچے سرِ مراد
موجوں کو خوب علم ہے کس کا لکھا ہے نام
بہتر ہے گر نہ گردِ کدورت رہے کہیں
کرلیں ہم اُن کے آنے سے پہلے یہ اہتمام

وہ حجتِ خدا ہیں وہ معمارِ قصرِ حق
ہوگا اُنہی کے ہاتھ سے باطل کا اختتام
نذرانہ خلوص و محبت لئے ہوئے
آئی ہے مومنین کے گھر آج کی یہ شام

یہ شام کیا ہے حاضر و غائب کا امتزاج
اِک منتظرؑ کے جشنِ ولادت کا اہتمام
پھیلے گی کائنات میں ایماں کی روشنی
ظلمت کدے میں دہر کے جب آئیں گے امام

اُٹھنے کو ہے نقاب صبا لائی ہے پیام
ساقی میں پھر نہ مانگوں گا دے آخری یہ جام
غائب سہی خموش نہیں ہیں مرے امام
وہ اپنے نائبین سے ہوتے ہیں ہم کلام
دنیا کو ہے ہماری طرف سے صلائے عام
کرلیں کنیں سے مہدیِ دوراں اہتمام
ممکن نہیں یہ امر تو پھر مان لیں یہ بات
نائب چنیں نبیؐ کا نہیں یہ ہمارا کام
خم خانۂ علیؑ سے منگا دے مجھے شراب
وہ جس میں حبِ آلؑ کا ہو نشۂ دوام
صلّے علیٰ کی گونج میں از فرش تا بہ عرش
تشریف لائے آج مرے بارہویں امام
گلدستۂ حروف کا ہدیہ قبول ہو
اے ابنِ عسکریؑ ہے ظفرؔ آپ کا غلام

maablib.org

منقبت امام زمانہ علیہ السلام

خدا کے حکم سے جب بھی اُٹھے گا پردہ غیبت کا
تو دنیا دیکھ لے گی خود بخود منظر قیامت کا

شہیدِ کربلا کے منتقم ہیں مہدیؑ آخر
ملا تمغہ مہ شعباں کو دونوں کی ولادت کا

ہیں قائم آخری قرآں کے وارث یومِ حشر تک
نہ بدلا ہے نہ بدلے گا کبھی مرکز ہدایت کا

یہ تصویریں وہ ہیں جس پر مصوّر ناز کرتا ہے
محمدؐ اور ان کی آلؑ ہے شہکار قدرت کا

نبوت اور امامت پل رہی تھیں جس کے آنگن میں
زمیں سے عرش تک چرچا ہے اُس گھر کی طہارت کا

لگا دی مُہر اس پر خُم کے اعلانِ ولایت نے
شب ہجرت کا بستر فیصلہ تھا جس نیابت کا

جسے چاہیں امیر المومنیں اپنا بنا ڈالیں
سقیفہ سے چلا ہے سلسلہ ایسی خلافت کا

جو رکھتے ہیں عداوت آیۂ تطہیر والوں سے
رہے گا حشر تک اُن کے گلے میں طوق لعنت کا

منقبت امام زمانہ علیہ السلام

ہو گلشنِ حیات میں آمد بہار کی
ہر سانس میں تڑپ ہے بہت انتظار کی

فرعونیت مزاج ہیں یہ ظالمانِ دہر
سمجھیں گے یہ زبان فقط ذوالفقار کی

یا رب امامِ وقت کو اِذنِ ظہور ہو
ہے خواہشِ دلی یہ ہر اک دین دار کی

مولا ہمارے آج بھی موجود ہیں یہاں
غافل ہیں ہم نظر پہ ہے چادر غبار کی

باطل سے حق کا آج بھی جاری ہے معرکہ
حق پر فدا ہوں بات ہے یہ افتخار کی

نعلینِ سیّدہؑ کا رہے سر پہ سائباں
حسرت ہو کاش پوری دلِ بے قرار کی

ہم ہیں ادائے اجرِ رسالتؐ پہ کاربند
توفیق دی ہوئی ہے یہ پروردگار کی

ہیں منتظرؑ کے عرش پہ عیسیٰؑ بھی منتظر
جو آخری شبیہ ہیں دلدُل سوار کی

منقبت امام زمانہ علیہ السلام

مقدر زمانے کا چمکائیں گے
ہواؤں میں غنچے بھی کِھل جائیں گے
امام زمانہؑ جب آجائیں گے

زمیں کو بنائے گا خُلد بریں
ہدایت کا ابرِ حیات آفریں
علیؑ والے عالم پہ برسائیں گے

ہے کیا کچھ کسی دین و ایمان میں
تُلے گا شریعت کی میزان میں
جو بھٹکے ہوئے ہیں وہ پچھتائیں گے

ڈھلے گی شریعت میں یوں بندگی
بہت لطف دے گی ہمیں زندگی
تڑپتے دلوں کو قرار آئیں گے

ملے گی نہ ظالم کو جائے پناہ
نگہبان ہوگی امامی سپاہ
جو مجبور ہیں وہ اماں پائیں گے

کھلی آنکھ سے وہ نظر آئیں گے
زمیں پر مسیحا اُتر آئیں گے
جو بیمار ہیں سب شفا پائیں گے

منافق کا چہرہ بگڑ جائے گا
گناہوں کا ڈیرہ اُجڑ جائے گا
سب اپنے کیے کی سزا پائیں گے

لعینوں پہ حملہ کیا جائے گا
یزیدوں سے بدلہ لیا جائے گا
اُنہیں اُلٹا کرکے لٹکائیں گے

نہ بدعت کی تہمت نہ قدغن کوئی
بچے گا خدا کا نہ دشمن کوئی
وہ تیغِ علیؑ ایسے لہرائیں گے

نہ فتنہ نہ فتنہ گرو کا ہجوم
نہ جھوٹی روایت نہ کہنہ رسوم
شریعت کا اعلان فرمائیں گے

نہ بھتہ نہ چندہ نہ رشوت کوئی
نہ دینِ مبیں میں سیاست کوئی
جو تاجر ہیں پھر وہ کدھر جائیں گے

دیا جائے گا قاتلوں کو جواب
لیا جائے گا غاصبوں سے حساب
جہاں میں وہی عدل فرمائیں گے

دریدہ گریبان سِل جائیں گے
سفینے کو ملاح مل جائیں گے
بھنور میں بھی ساحل نظر آئیں گے

نہ اغوا کا خطرہ نہ چوروں کا ڈر
کسی کو نہ ہوگا اندھیروں کا ڈر
یہاں پر سبھی پھر سکوں پائیں گے

نہ آٹے کی قلت نہ مہنگی شکر
سکوں بخش ہوں گے یہ شام و سحر
ہر اِک تک وہ انصاف پہنچائیں گے

بد انجام ہوگا بد اقوام کا
نکھر جائے گا رنگ اسلام کا
جو مومن ہیں سب شاد ہوجائیں گے

فنا ہوگا باطل کا نام و نشاں
مئے حق سے مخمور ہوگا جہاں
فقط پرچمِ حق ہی لہرائیں گے

یہ کہہ کر میں کرتا ہوں حجت تمام
ظفر عابدی ہم سپاہِ امام
ہر اِک فکرِ باطل کو دفنائیں گے

منقبت غدیر و مباہلہ

عیدیں ہیں لاجواب غدیر و مباہلہ
حق کا ہیں انتخاب غدیر و مباہلہ
اسلام کے الف سے ہیں تکمیلِ دین تک
محکم ترین باب غدیر و مباہلہ
تطہیر کی ردا میں بھی یکجا ہیں پنجتنؑ
ایماں کا ہیں شباب غدیر و مباہلہ
چہرے منافقین چھپائیں تو کس طرح
کرتی ہیں بے نقاب غدیر و مباہلہ
دل کی زباں سے ذکر اگر ان کا کیجیے
ہیں باعثِ ثواب غدیر و مباہلہ
بعد از نبیؐ علیؑ کی امامت ہے ناگزیر
عنوانِ انقلاب غدیر و مباہلہ
داخل جو شہرِ علم میں در سے ہو وہ پڑھے
ایسی ہے اِک کتاب غدیر و مباہلہ
محفل میں برملا یہ ظفرؔ عابدی کہو
کھلتے ہوئے گلاب غدیر و مباہلہ

منقبت محسنِ اسلام و پیغمبرؐ

پہلے دل و نگاہ نے سجدہ ادا کیا
پھر اُس کے بعد ذکرِ حبیبِ خدا کیا

عقدِ خدیجہؑ بن گیا بنیاد آلِ پاک
خالق نے اس وسیلے سے کوثر عطا کیا

آخر جوابِ طعنہ ابتر بھی تھا ضرور
قرآں نے جو کیا تھا وہ وعدہ وفا کیا

پیغمبرِ خدا، ابوطالبؑ نہ ہوں مگر
اہلِ جہاں کو اُس نے رسولؐ آشنا کیا

اُس کو نظر نہ آئی کبھی راہِ مستقیم
جس نے قرآن و آلِ نبیؐ کو جدا کیا

اہلبیت کی فوج میں اُس کا شمار ہے
بنتِ رسولِ پاکؐ کو جس نے خفا کیا

وہ سائبانِ رحمتِ لطف و کرم میں ہے
جس نے بھی کارِ اجرِ رسالت ادا کیا

گزرے جو اہلبیتؑ کی اُلفت میں اے ظفرؔ
اُن لوگوں نے فنا کو پیامِ بقا کیا

سلام

کمالِ صبر کی منزل بڑھائے جاتے ہیں
حسینؑ لاشے پہ لاشہ اُٹھائے جاتے ہیں

بتا رہی ہے یہ توقیرِ حُرؑ زمانے کو
نصیب سوئے ہوئے یوں جگائے جاتے ہیں

لعین کہتے تھے روکو علیؑ کے ضیغم کو
وہ دیکھو نہر پہ عباسؑ آئے جاتے ہیں

جواں کی دوش پہ میت ہے لب پہ شکرِ خدا
حسینؑ صبر کے جوہر دکھائے جاتے ہیں

زمانہ دیکھ تو لے جرأت علی اصغرؑ
گلے میں تیر ہے اور مسکرائے جاتے ہیں

نہ ہو یہ لاش بھی پامال اس لیے سرورؑ
لحد میں میتِ اصغرؑ چھپائے جاتے ہیں

حسینؑ سجدوں سے اپنے زمانہ دیکھے تو
زمیں کو عرشِ معلیٰ بنائے جاتے ہیں

شہید ہوگئے سرورؑ تو یہ ستم دیکھو
نبیؐ کی آلؑ کے خیمے جلائے جاتے ہیں

طمانچے مارے ہیں چھینے ہیں دُر سکینہ کے
یتیم کیا کہیں یوں بھی ستائے جاتے ہیں

اسیر ہو کے چلے ہیں جو ننگے پا عابدؑ
تو اُن کی راہ میں کانٹے بچھائے جاتے ہیں

غمِ حسینؑ کے آنسو ہیں اے ظفرؔ کہہ دو
چراغ یوں بھی لحد میں جلائے جاتے ہیں

maablib.org

سلام

ماتمِ شاہِ شہیداں ہے صدائے زینبؑ
پھر عزاداروں کو کیوں یاد نہ آئے زینبؑ

زندگی بھر رہی آئینۂ کردارِ بتولؑ
مرضیٔ فاطمہ زہراؑ ہے رضائے زینبؑ

مشورہ جس کا امامت کے لیے حکم بنے
کون ایسا ہے زمانے میں سوائے زینبؑ

چادرِ زینبؑ و کلثومؑ پہ رونے والوں
اپنے پردوں کا بھرم رکھو برائے زینبؑ

سر پہ چادر بھی نہیں ہاتھ پسِ پشت بندھے
پھر بھی چہرے کو ہے بالوں سے چھپائے زینبؑ

استغاثے کی صدا دیتے ہیں رن میں سرورؑ
بھائی کو اپنے بھلا کیسے بچائے زینبؑ

دل تڑپ جاتا ہے آنکھوں سے لہو بہتا ہے
کتنے صدمات تھے جو تم نے اُٹھائے زینبؑ

ہوگیا ظلم کے دربار پہ لرزہ طاری
تو نے اس شان سے خطبات سنائے زینبؑ

آج بھی اس کا زمانے میں اثر باقی ہے
شام و کوفہ میں جو گونجی تھی صدائے زینبؑ

خوں رلاتا ہے ہر اک گام پہ صغرأ کا خیال
کیسے بن بنائی کے گھر لوٹ کے جائے زینبؑ

ماں کی تربت پہ کیے بین یہی رو رو کر
نیل بازو کے بھلا کس کو دکھائے زینبؑ

بانیِ مجلسِ شبیرؑ کی عظمت کو سلام
ذکرِ سرورؑ ہے ظفرؔ خود ہی ثنائے زینبؑ

maablib.org

سلام

جناب فاطمہ زہراؑ کی ہیں دعا عباسؑ
نہ کیوں نہ ہوں تاجورِ کشورِ وفا عباسؑ

ملے جو اِذن تو بھر دیں فرات لاشوں سے
شبیہِ شیرِ خدا، شیرِ کربلا عباسؑ

کہا یہ زینبؑ مضطر نے جب چلے رن کو
ہمارے سر سے بھی چھن جائے گی ردا عباسؑ

جلا کے اپنے لہو سے چراغِ راہِ وفا
جہاں سے ظلمتِ شب کو مٹا گیا عباسؑ

نہ پانی مانگوں گی ہرگز سکینہؑ کہتی ہے
پلٹ کے رن سے چلے آؤ اے چچا عباسؑ

میں شرمسار بہت ہوں سکینہؑ پیاسی سے
لبِ فرات سے دیتے ہیں یہ صدا عباسؑ

سکینہؑ پیاسی رہی اور نہ مل سکا پانی
ترے فرات پر شانے ہوئے جدا عباسؑ

مجھے بھی روضے پہ اک بار پھر سے بلوالیں
ظفرؔ یہ آپ سے کرتا ہے التجا عباسؑ

سلام

یوں جگر کا خوں بہایا زینبؑ و سجادؑ نے
رو کے دنیا کو رُلایا زینبؑ و سجادؑ نے

کارِ شبیری بڑھایا زینبؑ و سجادؑ نے
شام و کوفہ کو ہلایا زینبؑ وسجادؑ نے

ہیں یہ دنوں مثلِ سرورؑ نقش کارِ کربلا
مل کے بارِ غم اُٹھایا زینبؑ وسجادؑ نے

اہلِ شر شرما گئے خود اپنی صورت دیکھ کر
آئینہ ایسا دکھایا زینبؑ و سجادؑ نے

تھرتھرا کر رہ گئے بیساختہ دونوں کے لب
جب بھی آبِ سرد پایا زینبؑ و سجادؑ نے

صبر حیراں تھا کہاں جائے پسِ قتلِ حسینؑ
اپنے سینے سے لگایا زینبؑ و سجادؑ نے

جب سرِ شبیرؑ آیا طشت میں پیشِ یزید
کیسے اشکوں کو چھپایا زینبؑ و سجادؑ نے

روتی تھی لپٹی ہوئی قبرِ سکینہؑ پہ ربابؑ
کیسے تربت سے چھڑایا زینبؑ و سجادؑ نے

جب رہائی قید سے اہلِ حرم کو مل گئی
پہلے فرشِ غم بچھایا زینبؑ و سجادؑ نے

کربلا کا فاتحِ اعظم حسینؑ ابنِ علیؑ
سارے عالم کو بتایا زینبؑ و سجادؑ نے

تربت بنتِ نبیؐ پر ہچکیوں کے درمیاں
رو کے حالِ دل سنایا زینبؑ و سجادؑ نے

اے ظفرؔ بزمِ عزا میں آج جو ہو نوحہ خواں
تم کو اس قابل بنایا زینبؑ و سجادؑ نے

قطعہ

آتی ہے جب بھی لب پہ مرے مدحتِ امام
بے ساختہ میں کرتا ہوں خود اپنا احترام
کس منہ سے میں طلب کروں کچھ اجرِ منقبت
ہے آپ ہی کے در کی عطا یہ مرا کلام

maablib.org

سلام

وہ بنی سقیفہ تھا اور کربلا ہے یہ
ایک تو سرا تھا وہ دوسرا سرا ہے یہ
فرق صاف واضح تھا فرق صاف واضح ہے
ابنِ معاویہ تھا وہ سبطِ مصطفیٰ ہے یہ
ہر ورق پہ لکھا ہے صاف صاف لفظوں میں
پیکرِ جفا تھا وہ صبر کا خدا ہے یہ
نجف و مدینہ سے سبیل کوثر تک
کربلا سے ہو کر ہی راستہ گیا ہے یہ
ہر جلوس و مجلس میں ماتمی جوانوں پر
سایہ بن کے رہتا ہے پرچمِ وفا ہے یہ
اک شب بھی کافی ہے روشنی کے طالب کو
حرؑ نے آدمیت کو اک سبق دیا ہے یہ
ہر فرعون را موسیٰؑ، ہر یزید را شبیرؑ
حق شناس بتلائیں کیا غلط لکھا ہے یہ
سوگوار چہروں سے اے ظفرؔ یہ ظاہر ہے
ہم دعائے زہراؑ ہیں مجلسِ عزا ہے یہ

سلام

جو بھی ہے کائنات میں شیدا حسینؑ کا
زہراؑ کو دے رہا ہے وہ پرسہ حسینؑ کا

ماتم جو ہم یہ کرتے ہیں برپا حسینؑ کا
دیتے ہیں بنتِ زہراؑ کو پرسہ حسینؑ کا

نفرت کا ظالموں سے عمل یہ دلیل ہے
مظلومیت کے لب پہ ہے نعرہ حسینؑ کا

عزمِ سفر کیا تو سبھی روکتے رہے
لیکن بدل سکا نہ ارادہ حسینؑ کا

یورش ہے ظالموں کی مگر مطمئن ہے دل
مرضیِ کردگار ہے جادہ حسینؑ کا

تازہ تمہارے دم سے تھی بھائی حسنؑ کی یاد
قاسمؑ کی لاش پر تھا یہ نوحہ حسینؑ کا

برچھی ہوئی ہے سینۂ اکبرؑ کے آرپار
یا رب نکل پڑے نہ کلیجہ حسینؑ کا

بے شیر رن میں نصرتِ مظلوم کو چلا
غربت میں بن گیا ہے سہارا حسینؑ کا

دشتِ بلا میں ڈھایا ہے اعدا نے یہ ستم
پامال رن میں کردیا لاشہ حسینؑ کا

رن کی زمین ہل گئی زینبؑ کے بین سے
خیمے تلک آسکا نہ جنازہ حسینؑ کا

اسلام والے ہائے کھڑے دیکھتے رہے
کرب و بلا میں لٹ گیا کنبہ حسینؑ کا

عابدؑ جو ہے اسیر بھی بیمار و ناتواں
کانٹوں پہ چل رہا ہے وہ بیٹا حسینؑ کا

انساں تو کیا ملک بھی تحیر میں ہیں ظفرؔ
غالب ہے کائنات پہ سجدہ حسینؑ کا

maablib.org

سلام

اپنی منزل پہ ہے خونِ شہدا کی خوشبو
صحنِ کعبہ میں بسی کرب و بلا کی خوشبو
تھی وفا پہلے ہی باغِ ابوطالبؑ کا مزاج
اُن کے پوتے سے بڑھی اور وفا کی خوشبو
صبحِ عاشور جو گونجی تھی اذاں کی صورت
ہر اذاں میں ہے اُسی صوت و صدا کی خوشبو
پنجتنؑ آئے ہیں مجلس میں عقیدہ ہے مرا
میں نے سونگھی ہے یہاں آلِ عباؑ کی خوشبو
سب عزادارِ حسینؑ ہیں تمنائے بتولؑ
ہم تو ہیں بنتِ پیمبرؐ کے دعا کی خوشبو
اُلفتِ آلِ محمدؐ میں جو گزرے جاں سے
ساتھ لے جاتا ہے وہ آبِ بقا کی خوشبو
کیسے ممکن ہے کہ ناکام رہے بزمِ عزا
اُڑ کے لاتی ہے صبا کرب و بلا کی خوشبو
چومتے بھی ہیں جبیں اپنی جھکاتے بھی ہیں
اتنی دلکش ہے ظفرؔ خاکِ شفا کی خوشبو

ماں

نعمتِ رب ہے بشر کے لئے ممتا کا پیار
خوش جو اولاد کو دیکھے تو وہ پاتی ہے قرار
رنج و غم کا نہیں کرتی مگر اپنے اظہار
کرنہیں سکتا ہے اس بات سے کوئی انکار

اپنے بچوں پہ دل و جان فدا کرتی ہے
حق میں ان کے وہ شب و روز دعا کرتی ہے

اپنے سے سینے سے لگائے ہوئے رکھتی ہے ماں
جب بھی روتا ہے تو گھبرا کے تڑپتی ہے ماں
دھوپ میں اس کے لئے سایہ فگن رہتی ہے ماں
بے زبانی کی زباں صرف سمجھتی ہے ماں

جس طرح گل پہ گلستاں میں نکھار آتا ہے
ماں کی آغوش میں بچے کو قرار آتا ہے

چھوڑتی ہی نہیں تنہا وہ کسی منزل میں
یاد کرواتی ہے وہ نادِ علیؑ مشکل میں
آل و قرآن کی بھرتی ہے عقیدت دل میں
غمِ طوفان سے لے آتی ہے وہ ساحل میں

راہ دکھلاتی ہے وہ مجلس و میلادوں کی
تربیت گود سے یوں کرتی ہے اولادوں کی

زندگی بھر بھی ادا ہوگا نہ ماں کا احساں
دونوں عالم میں یہ کردار ہے عظمت کا نشاں
اپنے بچوں کا لئے دل میں چھپائے ارماں
ان کی تسکین کا کرتی ہے فراہم ساماں

اپنے دکھ درد کو سینے میں چھپالیتی ہے
خود نہیں کھاتی ہے بچوں کو کھلادیتی ہے

کربلا والوں کی ماؤں کا جب آتا ہے خیال
بھوک اور پیاس سے سہ روز کے بچے بے حال
منزلِ صبر میں دکھلاتے رہے حد کمال
اشک تھمتے نہیں ہوجاتا ہے دل غم سے نڈھال

خون سے گلشنِ اسلام کو شاداب کیا
تشنہ لب رہتے ہوئے دین کو سیراب کیا

دولتِ صبر عطا کرتا ہے شبیرؑ کا غم
اور اسی غم میں ہوا کرتی ہیں آنکھیں پرنم
کونسا ہے جو نہیں ڈھایا گیا ان پہ ستم
دل پھٹا جاتا ہے اب روک ظفر اپنا قلم

ان کے صدقے میں کرم ماں پہ ہوائے رب کریم
نیک اعمال کا مل جائے انہیں اجرِ عظیم

قطعہ

ایوانِ بندگی میں گُلِ مصطفیٰؐ کِھلا
بندوں کو اِذنِ خاص سے حاجت روا ملا
تھا انتظار نور کا اِک اور نور کا
دسویں امام آئے تو گھر کی بڑھی چلا

قطعہ

پیدائشِ نقیؑ پہ تقیؑ باغ باغ ہیں
یہ راہِ مستقیم کے دسویں چراغ ہیں
بزمِ ولا دُرود سے گونجے نہ کیوں ظفرؔ
جتنے شریکِ بزم ہیں روشن دماغ ہیں

قطعہ

برپا ہو جشنِ عام تو یہ اہتمام ہو
مدحت کا رنگ خاص ہو حُسنِ کلام ہو
ماہِ رجب ہے بہرِ عبادت کہو ظفرؔ
حضرت علی نقیؑ پہ دُرود و سلام ہو

حرفِ تشکر

اس کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں جن حضرات نے مجھ بے بضاعت و بے مایہ سے تعاون فرمایا۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں کہ جس سے میں اپنے محسنوں کا شکریہ ادا کرسکوں، مگر چند سطروں میں احساسِ ممنونیت کو پرونے کی ناکام کوشش ضرور کروں گا جو مجھ پر فرض ہے۔

حجۃ الاسلام علامہ سید رضی جعفر نقوی قبلہ نے اپنی انتہائی مصروفیت کے باوجود میری درخواست پر تبصرہ تحریر فرمایا اور ہمت افزائی کے ساتھ گراں قدر مشوروں سے نوازا۔ یہ ان کا احسانِ عظیم ہے۔ علامہ سید صادق عباس عابدی اور علامہ سید ارتضیٰ عباس نقوی کا بھی دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں کہ گوں نا گوں مصروفیت کے باوجود وقت نکال کر اس کتاب پر اظہارِ خیال کیا۔ نیز سید آصف رضا رضوی اور سید اللہ حیدر صاحب نے بھی ناسازیٔ طبع کے باوجود اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ میں ان کا بھی بتہِ دل سے ممنون ہوں۔

میرے حقیقی ماموں سید محمد عباس رضوی نے اس کتاب کی طباعت کا تمام بار اپنے کاندھوں پر اُٹھایا اور مجھ حقیر کی اور بہن بھائیوں کو ہمارے والد کے انتقال کے بعد نانا اور ماموں نے والد کی کمی کا احساس تک نہ ہونے دیا جبکہ والد کے انتقال کو نصف صدی گزر چکی ہے۔

جب پہلا مجموعہ شائع ہوا اُس وقت میرے پاس ڈھیروں دعاؤں کا خزینہ والدہ محترمہ سیدہ احمد النساء (ناظرہ باجی) بنت سید رفیق حسین رضوی موجود تھیں۔ مجھے شدت سے اُن کی یاد آرہی ہے۔ خدا اُن کو خاتونِ جنت جناب فاطمہ زہرا کی کنیزی کا شرف عطا فرمائے۔ آمین

پروردگارِ عالم سے دعا ہے کہ میرے ماموں اور اُن کے اولادوں کو جملہ آفاتِ ارضی و سماوی سے محفوظ رکھے اور ان کے کاروبار میں روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔

یہ ناانصافی ہوگی کہ اس کتاب کی تیاری میں اہلیہ اور بچوں نے اول و آخر بہت تعاون کیا، رب العالمین ان کو ہمیشہ شاد و آباد رکھے۔ آمین

التماسِ سورۂ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب

سید مظاہر حسین رضوی ابن سید مجاور حسین رضوی

سید رفیق حسین رضوی ابن سید محمد صادق اعظم گڑھی

سید آلِ حسین رضوی ابن سید ابرار حسین، سید انوار الحسن رضوی ابن سید ابرار حسین

مولانا سید ابن حسن رضوی ابن سید ابرار حسین، سید سبطِ حسن رضوی ابن سید ابرار حسین

سید نظیر حسین رضوی ابن سید مبارک حسین، سید ابرار حسین ابن سید مبارک حسین

سید اکبر حسین رضوی (ساحر کراچوی) ابن سید نظیر حسین

سید محمد حسین رضوی ابن سید نظیر حسین، ڈاکٹر سید نیر حسین ابن سید عباس حسین

سید عباس حسین ابن سید ابرار حسین، سید مظہر علی بلگرامی ابن آغا علی بلگرامی

سید امداد حسین ابن سید حسین عابدی، مولانا سید تقی ہادی شہید ابن سید محمد ہادی

علامہ طالب جوہری ابن مولانا محمد مصطفیٰ جوہر

مولانا سید حسن جعفر نقوی ابن مولانا سید رضی جعفر نقوی

پروفیسر سبطِ جعفر زیدی شہید ابن سید محمد میاں زیدی، اشرف عباس ابن منور عباس ایڈوکیٹ

سید جاوید حسین تقوی ابن سید زاہد حسین تقوی، سید صفدر حسین نقوی ابن سید احمد حسین نقوی

سید حسین عالم زیدی ابن سید نایاب اصغر زیدی، سید مظہر حسین ابن میر بہادر حسین

سید مصطفیٰ حسین ابن سید مظہر حسین، سید مرتضیٰ حسین ابن سید مظہر حسین

سید ارتضیٰ حسین ابن سید مظہر حسین، سید غلام عباس ابن سید محمود حسن

سید ناصر عباس ابن سید محمود حسن، کلیم آلِ عبا شاہد نقوی ابن سید فدا علی نقوی

عابد حشری ابن سید فدا علی نقوی، سید محفوظ الحسن رضوی ابن سید خورشید حسن رضوی

سید جاوید الحسن رضوی ابن سید خورشید حسن رضوی، سید امید الحسن رضوی ابن سید خورشید حسن رضوی

سید ریاض الحسن رضوی ابن سید خورشید حسن رضوی، شاہ عباس رضا ابن ابو محمد

سید ضیاء الحسن رضوی ابن سید خورشید حسن رضوی، سید افتخار حیدر زیدی ابن سید مجتبیٰ حسین
سید آفتاب حسین عابدی ابن سید مصطفیٰ حسین، سید مجتبیٰ حسین زیدی ابن سید مظہر حسین
سید محمود حسن ابن سید علی جان، ڈاکٹر غلام حیدر بخاری ابن حکیم سید محمد یسین
زیارت حسین ابن حکیم سید محمد یسین، رفیق النساء بنت سید مجاور حسین
شفیق النساء بنت سید ابرار حسین، احمد النساء (ناظرہ) بنت سید رفیق حسین
کنیز صغرا بنت سید رفیق حسین، دولت بیگم بنت سید نظیر حسین
عشرت عالم بنت سید نظیر حسین، زینت کاظم بنت سید نظیر حسین
دلبری بیگم بنت سید شمشیر علی، حشمتی بیگم بنت سید شمشیر علی
نرجس خاتون بنت خلافت حسین، جہاں آرا بنت عبداللہ
حبیب النساء بنت سید محمد ہاشم، نازنین فاطمہ بنت ڈاکٹر غلام حیدر بخاری
طاہرہ شمشاد بنت سید اکبر حسین رضوی، سرور جہاں بنت منور عباس ایڈوکیٹ
پرویز اشرف ابن منور عباس ایڈوکیٹ، اظفر عباس ابن منور عباس ایڈوکیٹ
منور جہاں بنت منور عباس ایڈوکیٹ، سید کرار حیدر کرار جونپوری ابن سید محمد جعفر مرحوم
حلیمۃ الصالحہ بنت سید منصور حسن مرحوم، سیدہ حسن بانو بنت مولانا سید محمد مہدی
سید حیدر عباس رضوی (عظمت بلگرامی) ابن سید یاور علی، سید توقیر علی ابن سید شبر حسین
سید مہندی جعفری (گڈو) ابن سید حیدر مہندی جعفری، کنیز صغرا بنت سید سعید الحسن عابدی
پروفیسر وفا کانپوری، پروفیسر زین العابدین، اسیر فیض آبادی، مشہود جعفری
سید محمد ذکی عابدی ابن شوکت علی، سید عزادار رضا زیدی ابن سید بشیر حسین زیدی
رخسانہ بتول بنت سید عزادار رضا زیدی
علی حسن (زوار) مرحوم ابن رضا علی

مری وابستگی محکم ہے شہر علم کے در سے
مرا مرنا مرا جینا مرا سب کچھ اسی گھر سے
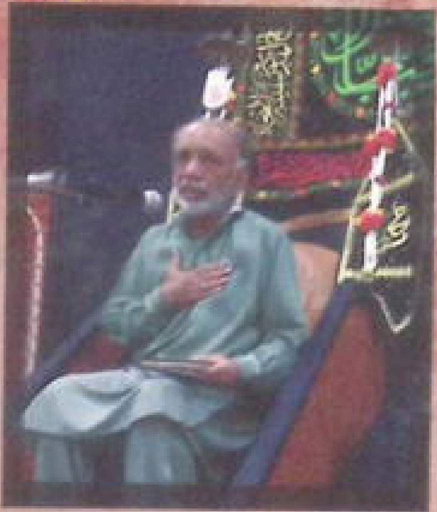
ظفر عابدی